تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آزاد کشمیر کی عدلیہ کے اہم تاریخی فیصلے

حق کا بول بالا

مفتی ظہور احمد جلالی

جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ

بھکھی شریف (ضلع منڈی بہاؤالدین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

حق کا بول بالا

مفتی ظہور احمد جلالی

معہ

تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں
آزاد کشمیر سیشن کورٹ، شریعت کورٹ اور
سپریم کورٹ کے اہم اور تاریخی فیصلے

شعبہ نشر و اشاعت:

جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ
بھکھی شریف (ضلع منڈی بہاؤالدین)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْم

نام کتاب	--------	حق کا بول بالا
ترتیب	--------	مفتی ظہور احمد جلالی
طباعت اوّل	--------	۱۵ ذوالحج ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۰۰ء
طباعت دوم	--------	۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ نومبر ۲۰۰۳ء
کمپوزنگ	--------	محمد آصف (سبزہ زار سکیم)
ناشر	--------	جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین
ہدیہ	--------	دعائے خیر بحق ناشران و معاونین وایصالِ ثواب جملہ اہل ایمان

ملنے کا پتا

جامعہ بھکھی شریف

جامعہ جلالیہ رضویہ منڈی بہاؤ الدین

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی اعز رسولہ فی کل حال و مقام خصوصًا اذا عارضہ المنافق الدالخصام و جعل خدام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الذین یفدون اجسادھم و ارواحھم لتوقیر سیدنا فاتح البلد الحرام و وفق اھل السنۃ لتائید الحق و توقیر حدیث سید الانام و علیہ وعلی آلہ واصحابہ و اتباعہ افضل الصلوات والتسلیمات الی یوم القیام۔

اللھم و فق علماء ملۃ نبیک صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یعارضوا اعداء رسولک صلی اللہ علیہ وسلم فی کل حال مع کل دجال و یخذلوہ و یبینوہ و یدافعوا اھل السنۃ و نبیھم امام الانبیاء علیہ و علیھم الصلوات والتسلیمات کما کان دفاعھم فی ھذہ المرحلۃ عندالمعارضۃ مع الخوارج : قھرھم اللّٰہ وشتت شملھم وحفظنا من مکائدھم اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذ بکمن شرورھم آمین بجاہ طہ و یٰسین فداہ روحی و جسدی و ابی وجدی

صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارك وسلم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نستعین برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گہری وابستگی کمال عقیدت' لازوال اعتماد اور ہر لمحہ جانثاری کی آرزو یہی وہ امور ہیں جن کی بناء پر یہ مقدس حضرات بعد والوں کے لئے مینارۂ نور اور معیارِ ہدایت قرار پاگئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی پہچان کرواتے وقت اپنی ذاتِ کریمہ کے ساتھ ان کو بھی شامل فرما لیا۔ ارشاد ہوا۔ ما انا علیہ و اصحابی. کہ صراطِ مستقیم اور راہِ حق وہی ہے جس پر میں خود اور میرے صحابہؓ کرام علیہم الرضوان گامزن ہیں۔

جب تک امت مسلمہ صحابہؓ کرام علیہم الرضوان کے مذکورہ اوصاف کی حامل رہی تو اسلام ترقی پذیر رہا اور جب ان امور میں کوتاہی در آئی تو اہلِ اسلام انحطاط کا شکار ہو گئے۔

برصغیر میں انگریز کی آمد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغناء اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لاابالی کا جو ناگفتہ بہ سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے ہر طرف افتراق و انتشار کی آگ لگ گئی اور روز افزوں بڑھتی ہی چلی گئی اور ہر کہ ومہ نے رحمۃ للعالمین علیہ ﷺ کے کمالات و خصوصیات کو موضوع سخن بناتے ہوئے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیش زنی شروع کر دی۔

تعظیم نبوت و تکریم رسالت کے متعلق علامہ فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء

علامہ فضل رسول بدایونی متوفی ۱۲۸۹ء

امام احمد رضا خاں بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء

علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ اور علماء حرمین شریفین قدست اسرارھم کی انتھک کوششوں کے باوجود اپنا قبلہ درست کرنے کی کوشش نہ کی گئی۔ ایسے لوگوں کے اکابرین واصاغرین میں ایک نمایاں فرق ضرور ہے کہ ان کے اکابرین اپنے وضع

کردہ اصولوں اور اپنے مسلمہ بزرگوں کا کسی حد تک پاس ضرور کرتے تھے جبکہ ان کے پیروکار چہار ابروصاف ہر ایک سے بے نیاز ہو کر مسلمات کو روندتے چلے جاتے ہیں۔

ایسا ہی مظاہرہ اس سال ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء پروفیسر مرزا زاہد حسین مکان نمبر C/3 A-44 میرپور آزاد کشمیر نے کیا کہ ”مقامِ نبوت‘ جاہلیت اور اسلام کے تصورات“ نامی کتاب لکھ کر آزادیٔ کشمیر کے بیس کیمپ آزاد کشمیر میں فتنہ و فساد کی آگ خوب بھڑکائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ پر شدید قسم کی تنقید کی (نعوذ باللہ تعالیٰ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل وانصاف پر مبنی فیصلوں کو‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کے واقعات کو‘ تعلیمِ امت کے لئے انجام دیئے جانے والے معاملات کو اور حلم و حوصلہ کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و درگزر کردہ امور کو من پسند معانی میں ڈالتے اور نقل کرنے میں قطع وبرید سے کام لیتے ہوئے بُری طرح خیانت بھی کی اور دانستہ طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب بھی کیا۔

میرپور کے اہل تحقیق اور دیانتدار علماء نے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی شروع کی تو ایک مخصوص فکر سے وابستہ حضرات جو بظاہر مختلف گروہوں میں منقسم اور متضاد فرقوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں‘ نے اس گستاخ کی پشت پناہی میں دن رات ایک کر دیا اور اندرونِ خانہ کتاب کے مندرجات سے نفرت کے باوجود باہر اس کی پُرزور حمایت کی اور کر بھی رہے ہیں حتیٰ کہ اس گستاخ کے بارہ میں ان کے باہم متصادم فتوے بھی منظر عام پر آ چکے ہیں جن میں تبلیغی جماعت کے عظیم مرکز جامعہ اشرفیہ اچھرہ لاہور کے دو متضاد فتوے ان لوگوں کی پرانی تاریخ کا خوب خوب نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ جب یہ معاملہ ضلع قاضی اور سیشن کورٹ سے ہوتا ہوا شریعت کورٹ تک پہنچا تو اصل صورت حال نکھر کر سامنے آ گئی اور حق کی پہچان مزید واضح ہو گئی۔

روشنی کی کرن: سیشن جج و ضلع قاضی میرپور کے فیصلہ کے بعد شریعت

کورٹ کا ۱۹۹۹۔۱۱۔۱۵ کا تاریخی اور مقدس فیصلہ سامنے رکھتے ہوئے یہ بات بڑے وثوق سے کی جا سکتی ہے کہ اگر اسی طرح وسیع بنیاد پر غیر جانبدار حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے جو مکمل طور پر آزاد ہو وہ گستاخانہ عبارات اور غلط نظریات پر کامل غور کے بعد فیصلہ کرے کہ ایسی کتابیں گستاخی کے زمرہ میں آتی ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ملک و ملت کو بہت بڑے مذہبی انتشار گروہی افتراق اور باہم بغض و عناد سے نجات مل جائے گی۔

فقیر نے دارالعلوم محمدیہ اہلسنت کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ کے موقع پر شیخ طریقت و شریعت حضرت پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی دامت برکاتہ زیب سجادہ بھکھی شریف کی خدمت بابرکت میں شریعت کورٹ آزاد کشمیر کا فیصلہ پیش کیا تو انہوں نے عظمتِ رسول اللہ ﷺ کے اظہار کے پیشِ نظر دربار عالیہ کی طرف سے اس کی اشاعت کا حکم صادر فرمایا۔

جب مخدوم ملت شیر مجدد ورضا سید محمد محفوظ شاہ مشہدی زید مجدہ مہتمم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف کو یہ فیصلہ دکھایا تو انہوں نے جامعہ کی طرف سے الگ شائع کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح برادر معظم محمد عمر فاروق مصطفوی زید لطفہ سے بات ہوئی تو انہوں نے بھی اسے شائع کرنے کا عزم ظاہر کیا۔

دارلعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی بھی اس سعادت میں شرکت سے مشرف ہو رہا ہے۔

ضروری وضاحت :- ہمارے ایک سابقہ دوست نے محض اپنے بیٹوں کی محبت اور پونڈوں کی ہوس میں مبتلا ہو کر حق سے روگردانی اختیار کر لی تھی تو ہم نے اس موقع پر انہیں بھرپور حق کی دعوت دی ہے اور جابجا اشارات موجود ہیں۔ (جلالی)

جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف   ضلع قاضی میرپور

و سیشن جج میرپور اور شریعت کورٹ آزاد کشمیر شریعت کورٹ کا یہ تاریخی اور مقدس فیصلہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے نیئر   گستاخ کے حامیوں کی طرف سے شائع کردہ فتوے بھی شامل اشاعت کئے جارہے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کی دلی کیفیت عدمِ تعلق بالرسالت، عظمتِ نبوت سے بیزاری اور بظار کمال پر ہیزگاری کا پوری طرح علم ہو جائے اور امید رکھتا ہے کہ یہ تاریخی فیصلہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کرنے اور اہلِ وطن کے درمیان مذہبی منافرت کو ختم کرنے میں مینارۂ نور ثابت ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ صلی اللہ علی حبیبه وعلی آله واصحابه وسلم۔

العبد المذنب: ظہور احمد جلالی (شارح حدیث نجد)

دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی لاہور

۲۰ شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۹۹ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

و علی آلہ و اصحابہ و علماء ملتہ و جمیع امتہ اجمعین

اما بعد

حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ کریمہ سے وابستگی کا نام ایمان و اخلاص اور آپ ﷺ سے روگردانی کا نام کفر و نفاق ہے یہ روگردانی دو طرح کی ہوتی ہے۔

نمبر ۱ :- اعلانیہ انکار کی صورت میں جیسے ابو جہل، اور ابو لہب و دیگر کفار میں پائی جاتی ہے۔

نمبر ۲ :- در پردہ روگردانی

کہ سامنے آکر بانگِ دہل پکارنا

نشھد انک لرسول اللہ (المنافقون :۱) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ بے شک یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں

اسی طرح صحابہ کرام علیھم الرضوان سے ملتے وقت کہنا۔

آمنا : (البقرہ) : ہم ایمان لائے۔

اور پیٹھ پیچھے کہنا۔

انما نحن مستھزءُون : (البقرہ ۱۴) ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔

اسی طرح نماز و جہاد میں شریک بھی ہونا اور مسلمانوں میں تفریق اور رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو ہدفِ تنقید بناتے رہنا۔ کبھی سازش کرتے ہوئے اونٹنی بھگانے کی کوشش کرنا، کبھی تقسیم اموال پر اعتراض کرنا، کبھی اونٹنی گم ہو جانے کا طعنہ دینا، کبھی علم مصطفےٰ ﷺ اور دیگر کمالاتِ نبوت ﷺ پر حملہ آور ہونا پھر سازش عیاں ہونے کی صورت میں حیلہ جوئی کرنا۔

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مخلصانہ نصیحت

تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ   آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے معافی

چاہیں۔

کے جواب میں

لووا رئوسھم   :   (المنافقون : ۵) اپنے سر پھیرتے ہیں۔

کا نقشہ بنانا۔

اس قسم کے لوگوں کو قرآن و حدیث اور زبانِ صحابہء کرام علیہم الرضوان میں منافق کہا گیا۔ ان کے متعلق علماء کرام رحمھم اللہ تعالی نے فرمایا کہ کفار اور منافقین دونوں کے شر سے بچنا ضروری ہے اور ان کے خلاف صف آرا ہونا لازمی ہے مگر ان میں سے دوسرے نمبر کے لوگ زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ اعلانیہ کفار سے ہر ایک پرہیز کرے گا جب کہ باطنی منکر کے دام تزویر سے بچنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے اور آدمی ان کی ظاہری نماز و روزہ صدقات و خیرات اور سلام و دعا میں لجاجت کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی سا کاروبار کرنا ہو تو دو پہلو پیش نظر رہتے ہیں۔

نمبر ۱ :- اصل سرمایہ پر منافع کا حصول

نمبر ۲ :- اصل سرمایہ کی حفاظت

اعلانیہ دشمنوں سے لڑنے اور جہاد کرنے میں منافع حاصل ہوتے ہیں اور ان کے خلاف جہاد روک دینے سے حاصل ہونے والے فوائد اشاعتِ دین' غلبہء اسلام' اہل اسلام کے علاقہ کی توسیع اور مال غنیمت وغیرہ سے محرومی ہوتی ہے جب کہ باطنی دشمنوں کے خلاف کوشش ترک کر دینے سے سرے سے اصل سرمایہ ہی برباد ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

قاتل الخوارج امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دستِ راست حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے جو کہ حدیثِ خوارج کو خوب بیان فرمایا کرتے تھے اور خوارج کے خلاف جہاد میں نمایاں کردار ادا کیا تھا جب آپ بوڑھے ہو گئے اور ہاتھ

کانپتے تھے توان باطنی دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے اپنے متعلقین تابعین کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

قتالهم عندی احل من قتال عدتهم من الترك

کہ میرے نزدیک اس دور کے سخت ترین دشمنان اسلام کفار ترک کے مقابلہ میں ان کی مقدار میں ان خوارج سے لڑنا زیادہ حلال ہے۔

امام المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابن هبيرة و فی الحديث ان قتال الخوارج اولیٰ من قتال المشركين

والحكمة فيه ان فی قتالهم حفظ رأس مال الاسلام و فی قتال اهل الشرك طلب الربح

ترجمہ :- ابن ھبیرہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ مشرکوں کی نسبت خارجیوں سے لڑائی کرنا اولیٰ اور بہتر ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ خارجیوں کے ساتھ لڑائی اور جہاد سے اسلام کا راس المال (اصل سرمایہ) محفوظ ہوگا اور مشرکوں کے خلاف جہاد کرنے میں نفع طلب کرنا ہوتا ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ لاہور ص ۲۹۹ / ج ۱۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی دور میں دوسری قسم کے (در پردہ روگردانی کرنے والے) لوگ بھی موجود تھے اور آقائے دو جہاں ﷺ نے آخر تک ان کے موجود رہنے اور وقفہ وقفہ سے شر انگیزی کرتے رہنے سے آگاہ فرمایا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح حدیث نجد) پچیس صحابہؓ کرام علیهم الرضوان ان احادیث کے راوی ہیں جو کہ مجموعی طور پر متواتر اور مفید قطعیت ہیں جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ متوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری ص ۲۸۷ / ج ۱۲ میں فرمایا ہے۔ نیز حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ نے بھی البدایہ والنہایہ ۶/۲۲۳ میں یہی لکھا ہے۔

یہ احادیث حدیث شریف کی ہر کتاب میں موجود ہیں بلکہ ایک ایک کتاب میں بار بار درج ہیں کیونکہ ان فتنہ باز لوگوں کے شر سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔ صرف بخاری شریف میں ان اندرونی منکروں اور دین کا لبادہ اوڑھ کر دشمنانِ اسلام کا کام سرانجام دینے والوں عظمت مصطفے ﷺ اور احترام صحابہ واہلبیت رضی اللہ عنھم کو شرک وبدعت کا نام دینے والوں کے متعلق دس احادیث موجود ہیں ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف نمبر:- ۳۳۴۴-۳۶۱۰-۴۳۵۱-۴۶۶۷-۵۰۵۸-
۶۱۶۳-۶۹۳۱-۶۹۳۳-۷۴۳۲-۷۵۶۲

اس کے علاوہ آثار صحابہ کرام علیھم الرضوان بھی بکثرت موجود ہیں ان کو جمع کرنا مطلوب نہیں کیونکہ اختصار کے ساتھ اپنے پرانے دوست اور ساتھی کی توجہ حق کی طرف مبذول کرانا ہے اور ان گمراہوں کے ہتھے چڑھنے والے عوام الناس کی خدمت میں چند گذارشات پیش کرنا ہے صرف حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول مبارک نقل کردینا کافی ہے کیونکہ وہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کی جملہ تعلیمات متعلقہ بایں گمراہاں کا خلاصہ ہے۔

كان ابن عمر يراهم شرار خلق الله و قال انهم انطلقوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها على المؤمنين

ترجمہ:- حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ان (اندرونی منکروں) خوارج کے متعلق سمجھتے تھے کہ یہ لوگ مخلوق خدا میں بدترین لوگ ہیں اور فرمایا یہ بدترین لوگ کفار کے بارہ میں نازل ہونے والی آیات مومنوں پر لگادیتے ہیں۔

بخاری شریف ص ۱۰۲۴/ ج ۲

ان درجنوں حدیثوں کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے مؤلفة القلوب کو خوب نوازا اس دوران

ایک نجدی باشندہ ذوالخویصرہ تمیمی کہنے لگا-یا محمد ماعدلت فی القسمة اے محمد ﷺ آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا ایک روایت یوں ہے کہ وہ کہنے لگا یارسول اللہ سے ڈریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا تجھے تباہی ہو کیا میں زمین والوں سے زیادہ اس بات کا مستحق نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈروں؟ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت نہ فرمائی-جب وہ چلا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان من ضئضئی هذا قوم یتلون کتاب اللّٰه رطبا ولا یجاوز حناجرهم

کہ اس کی پشت سے ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ کی کتاب کو بڑے مزے لے کر پڑھیں گے لیکن قرآن عزیز ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا-

ایک حدیث شریف میں یوں ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی گویا کہ یہ بھی ان کا ایک فرد ہے وہ قرآن تو پڑھیں گے جب کہ وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو لگ کر پار نکل جاتا ہے-

سیماهم التحلیق ان کی نشانی سر منڈانا ہے-

لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرهم مع المسیح الدجال وہ ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ ان کا آخری ٹولہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا-جب وہ تمہیں ملیں (مقابلہ پر آئیں) تو انہیں خوب قتل کرنا وہ ساری مخلوق میں بدترین لوگ ہیں-

ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ زبانی کلامی حق کی بات کریں گے جب کہ حق ان کی اس جگہ (گلے) سے نیچے نہیں اترے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مکروہ لوگ ہوں گے-

ایک روایت میں یوں ہے۔

یاتیھم الشیطان من قبل دینھم

کہ شیطان ان کے پاس آئے گا۔ (حملہ آور ہوگا) ان کے دین کی طرف سے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح حدیث نجد)

بخاری شریف ۱/۵۰۹ : مسلم شریف ۱/۳۴۰ : نسائی شریف ۱/۱۷۳ : فتح الباری

شرح صحیح بخاری ۲/۲۹۴ اور دیگر مقامات و کتب حدیث

ان احادیث کثیرہ میں جو الفاظ زیادہ توجہ طلب ہیں وہ یہ ہیں۔

لایزالون یخرجون کہ وہ ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے کہ ان کے شر اور فتنہ کا تعلق کسی ایک ماہ و سال یا ایک عشرے یا ایک صدی کے ساتھ نہیں یہ داء العضال مسلمانوں کے لئے آفت بن کر نازل ہوتی ہی رہے گی حتی کہ آخری دور میں دجال لعین بھی انہیں اپنے آلہ کار کے طور پر استعمال کرے گا۔

نوٹ :- بعض لوگ محض دھوکہ دہی کے لئے ان احادیث کا مصداق صرف حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نکلنے والے نجدی تمیمیوں اور ان کے ساتھیوں کو قرار دیتے ہیں اور بس جب کہ حدیث شریف میں قیامت تک ان کے نکلتے رہنے کا تذکرہ ہے۔

برصغیر اور ان اندرونی منکروں کی ریشہ دوانیاں

ناچیز کا مطمع نظر چونکہ اپنے سابق دوست کی خیر خواہی اور عوام الناس کی بھلائی ہے اس لئے اختصار کے ساتھ کئی اہم پہلو اجاگر کرنا ضروری ہیں۔

کہ ان احادیث کا مصداق اور نشان زدہ گروہ جب بھی خروج کرتا رہا علماءِ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اس کے لئے میدان جہاد میں اترتے رہے۔

بارہویں صدی ہجری میں جب ذوالخویصرہ تمیمی نجدی کے ہم قبیلہ، ہم علاقہ، ہم خیال اور ہم عقیدہ ابن عبدالوہاب نجدی تمیمی متوفی ۱۲۰۶ھ نے نجد میں خروج کیا تو اس کے اثرات بد سے بر صغیر کے مسلمان بھی محفوظ نہ رہ سکے اور مولوی اسماعیل دہلوی (قتیل بالا کوٹ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے شیخ نجدی کی کتاب ردالاشراک کو سامنے رکھتے ہوئے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی جس کے منظر عام پر آتے ہی فتنہ و فساد کا ایسا بازار گرم ہوا کہ مسلمانوں کی طاقت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے لئے کی گئی کوششیں دم توڑ کر رہ گئیں اور بر صغیر پر انگریز کے تسلط کی راہ ہموار ہو گئی۔

امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کے دور میں بھی ان لوگوں نے فتنہ و فساد کی آگ خوب بھڑکائی اور حضور اکرم ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ میں گستاخیاں کیں جن کا علماء اہل حق نے خوب خوب جواب دیا پھر جب یہ لوگوں میں بری طرح بد نام ہو گئے تو تبلیغی جماعت کا روپ دھار کر اور فرقہ پرستی سے براءت کا نعرہ لگا کر میدان عمل میں نکل آئے اور ایک مدت تک مسلمانوں کی مساجد میں جا کر انہیں کے معمولات صلاۃ و سلام، محفل فاتحہ و میلاد شریف میں شرکت کرتے رہے اور دیوبندی مولویوں سے بوقت ضرورت بیزاری کا اظہار بھی کر دیتے مگر جب یہ کافی منظم ہو گئے تو اپنا اصلی چہرہ سامنے کر دیا ان اندرونی منکروں میں سے ایک گروہ نے حدیث شریف کو آڑ بنا کر ایک اور جہت سے تفریق مسلمین کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا اور انگریز حکومت سے اہلحدیث کا نام الاٹ کروالیا۔

جب کہ حدیث شریف میں واضح طور پر ان باطنی دشمنوں کی یہ علامت بھی موجود ہے۔

یقولون من قول خیر البریۃ (بخاری شریف ۱ / ۵۱۰) کہ وہ خیر الخلق ﷺ کا قول بولیں گے۔

یعنی وہ لوگ اپنے بغض و عناد اور فتنہ و فساد پر پردہ ڈالنے کے لئے حدیث شریف کا

سہارا لیں گے اور اتباع حدیث کے دعویدار ہوں گے گویا کہ کھلے لفظوں میں اہلحدیث کہلوائیں گے۔

فتنہ و فساد کا یہ اندرونی سلسلہ چلتے چلتے پندرھویں صدی ہجری میں داخل ہو گیا کہ میرپور آزاد کشمیر کے ایک پروفیسر مرزا زاہد حسین ساکن C ۳/ مکان ۴۴-اے میرپور آزاد کشمیر نے ایک دل آزار کتاب لکھی جس کا نام اس نے

مقام نبوت

جاہلیت اور اسلام کے تصورات

رکھا جب کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں ہر ممکن طریقہ سے تنقیص کرنے کی کوشش کی اور حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات پر آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل ظاہر ہونے والے ارہاصات خصوصاً ولادت باسعادت کے واقعات "جو کہ نبوت کا مقدمہ اور اساس ہیں" کو بڑی بے حیائی کے ساتھ ہدف تنقید بنایا اور (احادیث ساری کی ساری ظنی ہیں۔ مقام نبوت ص ۴۱) لکھ کر اسلام کی خوبصورت عمارت منہدم کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

جس کے رد عمل میں ۲۵-۶-۹۹ کو وہاں کی فرض شناس انتظامیہ ایس-ایس-پی اور ڈی-سی وغیرہ نے اسے گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا۔

جہاں تک اس کی گرفتاری کا تعلق ہے تو اس ناعاقبت اندیش نے اپنے کیفر کردار تک پہنچنا ہی تھا مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو اپنے بڑوں

مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء

مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

مولوی قاسم نانوتوی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء

مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء

مولوی ثناء اللہ امرتسری ـــھ / ۱۹۴۸ء

مولوی ابوالاعلیٰ مودودی ـــھ / ۱۹۷۹ء

اور ان کے ہم خیال گستاخانِ رسولِ مقبول ﷺ کی براءت ثابت کرنے سے مکمل طور پر بے بس ہو چکے ہیں اور کسی صورت بھی ان کی گستاخانہ عبارات پر گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کلمۂ حق مؤلفہ مترجم صحاح ستہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ المتوفی مطبوعہ ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور ۳۹ / اشاعت بار اول ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

ان لوگوں نے اس موجودہ گستاخ کی پشت پناہی کو اپنا فرض جانتے ہوئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ وہ کسی طرح خدائی گرفت سے آزاد ہو جائے اور وہ جس قدر کوشش کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں الحمد للہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے گستاخ کے گلے کا پھندہ اس قدر تنگ ہو تا جا رہا ہے ان کی حمایت کا گستاخ کو فائدہ کیا پہنچنا تھا الٹا نقصان ہوا کہ اس نے اپنے اوپر توبہ کا دروازہ بند کر لیا اور ان کی تعلیوں سے مغرور ہو کر توبہ سے صاف انکار کر دیا اور انہوں نے سوچا کہ ہم نے جہاد کے نام پر جو فوج تیار کر رکھی ہے اس سے حکومت اور عدلیہ مرعوب ہو جائے گی مگر انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ عشق مصطفےٰ ﷺ کی ڈھال کے آگے بڑے سے بڑا ہتھیار بھی پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا گستاخ کے حامیوں میں تین گروہ پیش پیش ہیں۔

نمبر ۱ : تبلیغی جماعت :- ان کی ترجمانی ان کے نزدیک مسلمہ شیخ الحدیث مولوی محمد یوسف آف پلندری آزاد کشمیر مولوی عبدالغفور ناظم مدرسہ صدیقیہ میرپور اور میرپور کے رو بیں الخوارج مولوی مفتی رو دلیس خاں ایولی کر رہے ہیں اور اس گستاخ کی حمایت و تعاون پہ مولوی سمیع الحق دیوبندی صدر حمایت علماء اسلام بھی بذات خود میرپور آکر اپنا منہ کالا کر چکے

ہیں اور تبلیغی جماعت کے دیگر زعماء مولوی ضیاء اللہ شاہ گجراتی اور جامعہ اشرفیہ اچھرہ لاہور وغیرہ بھی اس کی کتاب مقام نبوت کی تائید میں فتوے جاری کرتے ہوئے اپنے سابقہ ریکارڈ کی طرح اس بار بھی توہین رسالت مآب ﷺ سے اپنا دامن داغدار کر چکے ہیں۔

نمبر ۲ :- غیر مقلد وہابیہ جو کہ اہلحدیث کہلواتے ہیں اور اتباع حدیث کے بڑے مدعی بنتے ہیں ان کی سرپرستی کا فریضہ مولوی ساجد میر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان' مولوی یونس اثری مظفر آباد' مولوی فضل ربی (جس نے پروفیسر یوسف فاروقی مدظلہ کے استفتاء کا جواب لکھنے سے معذوری ظاہر کر دی کہ یہاں فتویٰ نویسی کا شعبہ نہیں ہے پھر وہابیہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے فتویٰ جاری بھی کر دیا یہ جناب کی خدمت دین کی ایک جھلک ہے) **مولوی محمد** عیسیٰ میرپوری' قاری محمد حسین میرپوری' مولوی عبدالصمود میرپوری' قاری اعظم میرپوری' مولوی صدیق میرپوری' قاری محمد حسین وغیرہ سرانجام دے رہے ہیں۔

نمبر ۳ :- مودودی صاحب کے پیروکار و دیگر آزاد فکر حضرات جن میں پروفیسر عبداللطیف انصاری' ڈاکٹر خالد محمود' پروفیسر محمد مرتضیٰ' راجہ نورالصمد' سردار محمد اعظم' پروفیسر رفیق قریشی' پروفیسر ضیاء الرحمٰن' نورالحسن فدا' (دوسرے) محمد رفیق قریشی' محمد علی خضر' میجر (ر) محمد منظور میرپوری اور کمانڈر عبدالعزیز وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

ناچیز ان کی حقیقت کو تفصیلی طور پر بیان کرنے کے خیال میں نہیں ہے بلکہ اجمالی طور پر صرف تین حدیثیں ذکر کرتے ہوئے اہلِ انصاف قارئین سے انصاف کا طلب گار ہے کہ خدا تعالیٰ و تقدس کو موجود و بصیر جانتے ہوئے خود فیصلہ فرمالیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان احادیث طیبہ میں جن منافقوں کی نشاندہی فرمائی ہے وہ کون لوگ ہیں؟

یاد رہے کہ ان تینوں طبقوں کی قدر مشترک مسلمانوں کو مشرک کہنا' حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے بغض رکھنا' آپ ﷺ کے کمالات کا انکار کرنا اور قرآن عزیز کی آیات بینات کو من پسند معانی میں ڈھالنا اور گستاخان مصطفےٰ ﷺ کی پشت پناہی پر کمربستہ رہنا ہے۔

نوٹ :- ان درج ذیل احادیث ثلثہ میں سے دوسری حدیث شریف ہم نے اپنے رسالہ "احادیث طیبہ اور سومناتی صاحب کی بے بصیرتی" میں بایں طور ذکر کی تھی کہ

نمبر ۱ :- ذوالخویصرہ تمیمی نمبر ۲ :- شیخ ابن تیمیہ نمبر ۳ ابن عبدالوہاب نجدی تمیمی عرف شیخ نجدی نمبر ۴ مولوی اسماعیل دہلوی نمبر ۵ مولوی ابوالاعلی مودودی نمبر ۶ اور مرزا زاہد حسین

کی شرک کے فتووں سے پُر زندگیوں کا خلاصہ

نیچے دوسرے نمبر پر درج حدیث شریف ذکر کر دی جس کے جواب میں گستاخ مرزا صاحب نے ابن تیمیہ' شیخ نجدی' مولوی اسماعیل دہلوی اور مودودی صاحب کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش تو کی مگر حدیث شریف کا جواب دینے کی جرائت نہ کر سکا ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ایک ملاقات میں مولوی مفتی رویس خان ایوبی کے روبرو فقیر نے مرزا صاحب کو بار بار کہا کہ جناب اس حدیث کا جواب دیں مگر وہاں تو مہر سکوت ثبت ہو چکی تھی اور میں زور دار انداز میں اس لئے کہتا تھا کہ مفتی صاحب کی رگ غیرت شاید پھڑکے اور یہ جواب دے دیں مگر سچ ہے۔

؎ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

اب مفتی صاحب مذکور کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ بیسویں گریڈ کا افسر (مرزا گستاخ) ہو اور جیل میں جائے؟

مگر اس حواس باختہ کو ذرہ برابر شرم نہیں آتی کہ معاملہ حضور اکرم ﷺ کی عزت وعظمت کا ہے آپ ﷺ کی ذات تو وراء الوراء ہے آپ ﷺ کے ساتھ کسی بھی منسوب چیز کا درجہ دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ گریڈ یافتہ افسر سے کہیں زیادہ ہے۔

؎ کجا مهدی و کجا دجال ناپاك
چه نسبت خاك را با عالم پاك

بہر حال گستاخ مرزا نے اپنی کتاب میں ان حضرات کی خوب قصیدہ خوانی کی ہے جب کہ احادیث کی تصریح کے مطابق ان میں درج علامات والے لوگ منافق ہیں تو ان کے تمام پیروکار خواہ تبلیغی جماعت کے روپ میں ہوں یا اہلحدیث کے لبادہ میں یا کاغذی علماء اور دو رنگے فضلاء (مودودیئے) ہوں سب کے سب ان احادیث میں بیان کردہ حکم میں آئیں گے۔

پہلی حدیث شریف

گستاخ مرزا کے تینوں حامی گروہوں کے سالار یہی لوگ ہیں ذوالخویصرہ تمیمی، ابن تمیمہ، ابن عبدالوہاب نجدی مولوی اسماعیل دہلوی و مودودی وغیرہ ان سب کی قدر مشترک خارجیت ہی ہے اور خارجیت کی پہچان حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد ہے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے کہ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا حتی کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھ دیا اور نصاری نے محبت کا اظہار کیا۔ حتی کہ انہیں اس مرتبہ پر لے گئے جو آپ کی شان کے مطابق نہ تھا (کہ انہیں اللہ کہہ دیا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ میرے متعلق دو قسم کے لوگ گمراہ ہوں گے۔

نمبر ۱ میری محبت میں حد سے بڑھ جانے والا جو میری تعریف میں ایسی باتیں کہے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہیں۔

نمبر ۲ مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری مخالفت مجھ پر بہتان تراشی پر ابھارے گی۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۶۵)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خالق کائنات کی قسم حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا۔

ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق (مشکوۃ شریف ص ۵۶۳)

کہ (حد کے اندر رہتے ہوئے) مجھ سے محبت رکھنے والا مومن ہو گا اور بغض رکھنے

والا منافق۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ ان کی خصوصیات کو تسلیم کیا جائے اور اس کے برعکس خصوصیات کا سرے سے انکار کر دینا یا خصوصیات کو خصوصیات سمجھنے کی بجائے خود شریک ہو جانا بغض کی واضح اور بیّن علامت ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے مقرر کردہ معیار پر ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی مبغضین کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں اور ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق پکے منافق قرار پاتے ہیں۔(حدیث شریف میں ہے)

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم آخی بین الناس و ترک علیا حتی بقی آخر ھم لا یری لہ اخا فقال یارسول اللّٰہ آخیت بین الناس و ترکتنی قال لم ترانی ترکتك ترکتك لنفسی انت اخی و انا اخوك فان ذکرك احد فقل انی عبداللّٰہ و اخو رسولہ لا یَدَّعِیْھا بَعْدُ اِلَّا کَذَّابٌ

کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان مؤاخات (بھائی بھائی بنانا) قائم فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کا بھائی قرار نہ دیا یہ اکیلے رہ گئے کہ اپنا کوئی بھائی نہ پاتے عرض کیا یارسول اللہ۔ آپ نے لوگوں کے درمیان مؤاخات قائم فرمادی ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا تمہیں میں نے اپنے لئے الگ رکھا ہے تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔اگر کوئی شخص تم سے بات کرے تو کہہ دینا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول ﷺ کا بھائی تمہارے بعد جو شخص میرا بھائی ہونے کا دعوی کرے گا وہ بہت ہی بڑا جھوٹا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۴۳ / ۱۱)

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح ہو گئیں۔

نمبر ۱ کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا یہ ان کی خصوصیت اور بہت بڑی فضیلت ہے۔

نمبر ۲ خود کو رسول اللہ ﷺ کا بھائی قرار دینے کی صرف اور صرف حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اجازت ہے ان کے بعد جو شخص رسول اللہ ﷺ کا بھائی کہلوانے کی جسارت کرے گا وہ کذاب ہے - یہ بھی ان کی بہت بڑی فضیلت ہے -

ان ہر دو فضیلتوں کو ماننے والا محب علی رضی اللہ عنہ اور مومن قرار پائے گا اور ان دونوں کا یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مبغض (بغض رکھنے والا) اور منافق ٹھہرے گا - جسے ائمہ و محدثین خارجی کے نام سے یاد کرتے ہیں - یہ عجیب منظر ہے کہ ایک صاحب نے پہلی فضیلت کا انکار کرتے ہوئے اور دوسرے نے دوسری کا اپنے خارجی اور منافق ہونے کا خود اقرار کر لیا ابن تیمیہ کے متعلق خاتم الحفاظ حضرت علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں -

وانکر ابن تیمیة فی کتاب الرد علی ابن المطهر الرافضی المؤاخاة بین المهاجرین و خصوصًا مؤاخاة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لعلی

(فتح الباری ص ۲۴۵/ ۷)

کہ ابن تیمیہ نے ابن مطہر رافضی کے رد میں لکھی ہوئی کتاب میں مہاجرین کی مواخات کا انکار کیا ہے بالخصوص حضور اکرم ﷺ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مواخات کا -

اور دوسرے صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کو مٹاتے ہوئے خود کو رسول اللہ ﷺ کا بھائی بنا کر پیش کر دیا اور حدیث شریف کے مطابق منافق اور کذاب قرار پایا چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں -

ف :- یعنی انسان سب آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کو چاہیے -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے

بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرماں برداری کا حکم دیا ہم ان کے چھوٹے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان ص ۷۶ / ۷۵ مطبوعہ کتبخانہ سعودیہ برنس روڈ کراچی

اس عبارت میں صاف طور پر خود کو حضور اکرم ﷺ کا چھوٹا بھائی لکھ دیا اور یہ ایسا دعوی ہے کہ پوری امت میں سے صرف مولوی اسماعیل کو ہی سوجھا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمال ادب ہے کہ بھائی کہنے کی اجازت کے باوجود فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق خود کو بھائی نہیں کہا اور یہ حضور اکرم ﷺ کی نگاہ بصیرت کا کمال ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خصوصیت سے نوازتے وقت مبغض سیدنا علی رضی اللہ عنہ تعالی عنہ کی سرکشی کو بھی ملاحظہ فرما لیا اور فرمادیا۔

لا یدعیھا بعد الاکذاب کہ ان کے بعد مجھے بھائی کہنے والا (دعوی کرنے والا) کذاب ہی ہوگا اور میرا ایمان کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دہلوی کذاب کی گمراہی کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اپنی امت کو خبردار فرمادیا۔

نوٹ :- مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکار اس کی مذکورہ عبارت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے متعدد رسائل لکھ چکے ہیں جن میں تبلیغی جماعت کے سرکردہ مولوی منظور احمد سنبھلی نعمانی وغیرہ بھی شامل ہیں مگر اس حدیث شریف کا جواب ان سے نہ بن سکا ہے اور نہ ہی بن سکے گا۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین (البقرہ)

دوسری حدیث شریف

صرف اور صرف مدعیان توحید واتباع حدیث سے اس ایٹم بم جید حدیث کی دو لفظی وضاحت درکار ہے کہ اس حدیث شریف میں کس منافق کی نشاندہی کی گئی ہے؟

منافقت کش مصطفوی شمشیر

حدیث شریف

عن حذیفة بن الیمان رضی اللّٰہ عنہما قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ ان مما اتخوف علیکم رجل قرء القرآن حتی اذا رؤیت بھجتہ علیہ و کان رداء ہ الاسلام اعتراہ الی ماشاء اللّٰہ انسلخ منہ و نبذہ وراء ظھرہ وسعی علی جارہ بالسیف ورماہ بالشرک قال قلت یا نبی اللّٰہ ایھما اولی بالشرک؟ المرمی اوالرامی؟ قال بل الرامی ھذا اسناد جید و الصلت بن بھرام کان من ثقات الکوفیین و لم یرم بشیئی سوی الارجاء و قد و ثقہ الامام احمد بن حنبل و یحیٰ بن معین و غیرھما۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۶۵)

ترجمہ :- صاحب سر رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہو گی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بھکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے صاف نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دے گا اور اسے شرک سے متہم و منسوب کر دے گا (یعنی شرک کا فتوی لگائے گا) (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی شرک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا؟

آپ ﷺ نے فرمایا شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہے۔

یہ سند جید ہے اور صلت بن بہرام ثقہ کوفی لوگوں میں سے ہے اور ارجاء کے سوا اس پر کسی قسم کی تہمت نہیں امام احمد بن حنبل و یحیٰ بن معین اور دیگر حضرات نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

نوٹ :- بازار میں دستیاب تفسیر ابن کثیر کے اردو ترجمہ میں دشمن حدیث بد باطن مترجم نے اس ایٹم بم مصطفوی شمشیر جید حدیث شریف کا ترجمہ کرنے میں بدترین خیانت کی ہے اللہ تعالیٰ ایسے حدیث کے دشمن کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح حدیث نجد (زیر طبع)

تیسری حدیث شریف

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن من اللین السنتھم احلی من السکر وقلو بھم قلوب الذیاب یقول اللہ ابی تغترون ام علی تجترء ون فبی حلفت لابعثن علی اولئك منھم فتنۃ تدع الحلیم منھم حیرانا

(ترمذی شریف ص ۶۳، ج ۲)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

نمبر ۱ :- آخر زمانے میں (ایسے) لوگ نکلیں گے۔

نمبر ۲ :- جو دین کے نام پر دھوکہ دیتے ہوئے دنیا حاصل کریں گے۔

نمبر ۳ :- وہ لوگوں کے سامنے بھیڑوں کی کھالیں پہنے ہوئے ہوں گے کہ اس قدر (بھیڑ کی طرح) نرم ہو جائیں گے۔

نمبر ۴ :- اور ان (بھیڑ نما لوگوں) کے دل بھیڑیوں والے ہوں گے۔

نمبر ۵ :- اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم میرے متعلق دھوکہ کرتے ہو بلکہ مجھ پر جرات کرتے ہو۔

نمبر ۶ :- مجھے اپنی عزت کی قسم میں ان پر ایسا فتنہ مسلط کروں گا کہ وہ فتنہ بڑے زیرک و حلیم آدمی کو۔

(ان کی کارستانیاں دیکھنے کی وجہ سے) حیران و پریشان کر کے رکھ دے گا۔

صحاح ستہ میں ممتاز کتاب ترمذی شریف کی اس حدیث میں چھ چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے (اختصار مانع ہے ورنہ اس کی تفصیل میں جاؤں تو مستقل کتاب تیار ہو جائے بحمد اللّٰہ تعالٰی و بفضل رسوله الا علی ﷺ) ان چھ چیزوں کو بغور ملاحظہ کرنے کے بعد فکر کو ذرا یکسو کرتے ہو غور فرماؤ۔

پہلی چیز

آخر زمانہ میں لوگ نکلیں گے۔

تبصرہ یقیناً یہ آخر زمانہ ہے دوسرے ہزار سالہ دور کے (۴۲۰/-) چار سو بیس سال بیت چکے ہیں۔

دوسری چیز

وہ لوگ دین کے نام دنیا حاصل کریں گے۔

تبصرہ نمبر ۱:- تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس دیوبندی کو انگریز سرکار کی طرف سے چھ سو روپے ماہوار ملتے رہے۔

(مکالمۃ الصدرین ص۸ شائع کردہ دیوبند)

(یہ اس دور کی بات ہے جب دو روپے میں ایک من گندم باآسانی مل جاتی تھی اس حساب سے ۳ سو من گندم ماہانہ ملتی رہی۔)

تبلیغی جماعت کے بانی کا مشہور مقولہ ہے۔

تعلیم حضرت (مولوی اشرف علی) تھانوی کی ہو اور طرز میرا ہو۔

تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات از مولوی زکریا سہارنپوری ص ۱۳۸

ان تعلیمات کے موجد جناب تھانوی صاحب کو بھی انگریز سرکار کی طرف چھ سو روپے ماہوار وظیفہ ملتا رہا۔ (مکالمۃ الصدرین ص۱۱)

تبصرہ نمبر ۲ ایک وقت تھا کہ تبلیغی جماعت کے سرکردہ علماء مولوی حسین احمد مدنی متوفی ــــھ / ــــء مولوی انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء وغیرہ نے نجد کے وہابیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کی خوب مذمت کی حتی کہ شہاب ثاقب میں ان کے لئے وہابیہ خبیثہ سے کم لفظ بولنا خلافِ ایمانِ خویش سمجھا جب نجدیوں نے حجاز مقدس پر قبضہ کر لیا اور تیل کی دولت سے مالا مال ہو گئے تو انھوں نے ان کی خباثت پر ریالوں کی کستوری کی خوشبو سونگھنا شروع کر دی ان ریالوں کی وقتی خوشبو سے بدمست ہو کر تبلیغی جماعت کے ایک سرکردہ مبلغ اور امیر مولوی منظور احمد سنبھلی نعمانی متوفی ــــھ / ــــء نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا جو کہ لکھنئو کے رسالہ الفرقان میں شائع ہوتا رہا ان دنوں تبلیغی نصاب (افسوس کہ ان نام کے سچے مسلمانوں نے تبلیغی نصاب سے درود شریف والا حصہ نکال کر اس کا نام فضائل اعمال رکھ دیا ہے) کے مصنف مولوی زکریا سہارنپوری التوفی ــــھ / ــــء مدینہ طیبہ میں ریال گیری میں مصروف تھے اور بینائی سے محروم ہو چکے تھے جب الفرقان میں ابن عبدالوہاب نجدی تمیمی متوفی ۱۲۰۶ھ / ــــء کی قصیدہ خوانی میں چند قسطیں شائع ہو چکیں تو مولوی زکریا صاحب نے مدینہ طیبہ سے انڈیا سنبھلی صاحب کے نام خط لکھوایا جو کہ درج ذیل ہے۔

> اس پورے مضمون کو جتنی جلدی ہو سکے مستقل کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا جائے اور اس کے پانچ سو نسخوں کا میں پیشگی خریدار ہوں۔ ڈھائی سو نسخے یہاں مدینہ منورہ بھجوا دیئے جائیں اور ڈھائی سو سہارنپور۔
>
> بعد کے ایک دوسرے گرامی نامہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں یہ بھی فرمایا کہ۔
>
> شیخ محمد بن عبدالوہاب سے متعلق آپ کے مضمون کے بارے میں جو

خط پہلے لکھ چکا ہوں اس خط کا مضمون کتاب کے ساتھ (میری طرف
سے تصدیق و توثیق کے لئے) شائع کیا جا سکتا ہے۔
(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماء حق۔ ص ۱۳۷)

اس میں غور طلب امر یہ ہے

نمبرا :- کہ جو شخص ہے ہی ان کے بقول خبیث ہے وہ طیب کیسے بن گیا؟

نمبر ۲ :- مولوی زکریا صاحب کو عرب شریف کے دل و دماغ مدینہ طیبہ میں ڈھائی سو اردو کی کتابوں کی ضرورت کیا تھی؟

نمبر ۳ :- وہ اپنے اساتذہ و مشائخ کے بقول خبیث آدمی کی ستائش کی اشاعت کے لئے اس قدر بے قرار کیوں ہو گئے؟ کہ پیشگی خریدار بن گئے۔

تبصرہ نمبر ۳ :- شیخ القرآن ابوالبیان علامہ غلام علی اوکاڑی زید مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی زکریا نے ہی مولوی ابوالحسن ندوی کو سخت تاکید کرتے ہوئے فی الفور تقویۃ الایمان کا عربی ترجمہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ انڈیا جا کر ترجمہ کر کے بھیج دوں گا یہ کہنے لگے اس دوران اگر مجھے کچھ ہو گیا یا آپ کو کچھ ہو گیا تو پھر کیا بنے گا۔ لہذا ابھی ترجمہ کرو۔ یہ بھی مدینہ شریف قیام کے دوران ہوا۔

ان تینوں تبصروں کی موجودگی میں حدیث شریف کا دوسرا جملہ کہ ”دین کے نام پر دنیا کمائیں گے“ پھر دیکھو، مسلسل پڑھو اور بغور مکرر ملاحظہ کرو کہ انگریز سے ماہوار وظیفہ لینا اپنے بزرگوں کے نزدیک مسلمہ خبیث کی قصیدہ خوانی کرنا اور عرب کی سرزمین میں اردو کی کتابیں چھپوا کر منگوانا اور لیٹ ہونے پر بے تاب رہنا کیا اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا؟ کہ ان کے رگ و ریشہ میں دنیا کی محبت اس قدر رچ بس چکی ہے کہ وہ ہر لمحے مال دنیا کی فکر میں رہتے ہیں۔

تیسری چیز

وہ لوگوں کے سامنے اس قدر نرم ہو جائیں گے گویا کہ انہوں نے بھیڑوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں۔

تبصرہ تبلیغی جماعت کی لگی لپٹی اور ملمع کاری کی محبت بھری باتیں کس سے پوشیدہ ہیں؟ کیا یہ کسی شخص کو جال میں پھنساتے وقت ہر ایک قسم کی ہمدری کا اظہار نہیں کرتے؟

کیا یہ لوگوں کو چلے لگوانے کے لئے سرکاری عہدوں اور ملازمتوں کا حتی المقدور اہتمام نہیں کرتے؟ حتی کہ میرٹ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اپنے تبلیغی ساتھی کو دوسروں کا حق چھین کر ملازمت نہیں دلواتے؟ یہ ان کی نرمی اور زبانی ہمدردی کی ایک جھلک ہے۔

ہمارے موضوع سخن سابق دوست کو جب تبلیغی جماعت کا ذوق پیدا ہوا تو وہ کہتے ہوئے سنے گئے۔ کہ ان کے پاس کوئی ایسا منتر ہے کہ بڑا گرم مزاج آدمی بھی بس چلہ لگا لے تو بڑا حوصلہ ور ہو جاتا ہے نرم ہو جاتا ہے جب فقیر نے یہ بات سنی تو ترمذی شریف کی مذکورہ حدیث کے اس جملہ مبارکہ پر نظر جاکر ٹھہر گئی کہ یہ تو حضور اکرم ﷺ نے آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والے نام نہاد خادمان دین و مبلغین اسلام کی علامت بتائی ہے کہ وہ لوگوں کو پھانسنے کے لئے نرم گفتاری کا ہتھیار استعمال کریں گے۔ جسے ہمارے سابقہ دوست ان کی خوبی گردان رہے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ

چوتھی چیز

ان کے دل بھیڑیوں (بگھیاڑوں) والے ہوں گے۔

تبصرہ اس پر تبصرہ سے قبل کشمیر کے عظیم صوفی شاعر ابدالِ وقت "اہلسنت کے عظیم بزرگ، مناظر اسلام، عاشق رسول مقبول ﷺ حضرت قبلہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء کے بقول" مجتہد فی التصوف حضرت میاں محمد بخش

رحمتہ اللہ علیہ متوفی متوفی ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۷ء کھڑی شریف میرپور آزاد کشمیر کا یہ شعر ذکر کرنا ضروری ہے جو کہ اس حدیث شریف کی پوری پوری ترجمانی کرتا ہے۔

بھیڈاں دا انگ حلیم دکھاویں نیت دے بگھیاڑا
مثل فرشتے صورت دسے باطن دیو اواڑا

(سیف الملوک ص ۳۴۷)

اس چوتھی چیز اور امر پر ذرا گہری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے کہ ان کے دل بھیڑیوں والے کیسے ہوں گے ؟

دور جانے کی ضرورت نہیں آزاد کشمیر بلکہ بر صغیر کے اسی منفرد اور تاریخی مقدمہ کا سیاق و سباق دیکھ لو کہ

اگر ان کے دلوں میں بگھیاڑوں والی سوچ نہ ہوتی تو یہ کبھی بھی گستاخ کی حمایت نہ کرتے۔

اس مرزا گستاخ کی حمایت کرنا ہی تبلیغی جماعت کے بھیڑیے پن کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

ایک شخص فرقہ واریت کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہو اور یہ لوگ خود کو فرقہ واریت سے بالاتر رکھنے کا دعوی کرتے ہوں مگر ہر ممکن طریقہ سے اس کی حمایت کریں تو یہ ان کا بھیڑیا پن نہیں تو کیا ہے ؟

مسلمانوں کا کلمہ سیدھا کرانے کی آڑ میں سمجھنا کہ ہم نے ان کو آج مسلمان کیا ہے اسے بھی ان کا بھیڑیا پن ہی قرار دیا جائے گا۔

کسی مسجد میں جا کر ڈیرہ ڈال لینا وہاں کے اہلسنت کی بار بار تلقین کے باوجود آسن سے بیٹھے رہنا اور اس کوشش میں رہنا کہ محلہ میں کوئی فتنہ برپا ہو کہ ہمیں بھی کسی کی ہمدردی حاصل اور ہم اسے اپنے جال میں پھنسالیں تو کیا یہ بھیڑیے پن سے کم ہے ؟

نیز فتنہ بازی کے بعد جاتے وقت کہہ جانا کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔اب ہم چلتے ہیں جیسا کہ ہمارے گاؤں میں ہوا۔

ہمارے سابقہ دوست نے جب تبلیغی جماعت کو قبول کیا تو وہاں مسلسل بائیس دن تک یہ روڈے سر مارتے پھرتے رہے اور اس بات پر ڈینگیں مارتے رہے کہ نیوٹاؤن اسلام گڑھ میں اب اہلسنت انتشار کا شکار ہو رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ اسے بھیڑ یئے پن کے علاوہ کون سا نام دو گے ؟

۱۹۷۸ء میں لاہور کا ایک سادہ لوح مسلمان ان کی مسلمانوں اور متقیوں والی شکلیں دیکھ رائیونڈ سالانہ اجتماع میں شریک ہو گیا کسی بات پر خوش ہوتے ہوئے نعرۂ رسالت لگا دیا جسے ان بھیڑیوں نے پکڑ کر الٹا لٹکا دیا پھر مرچوں سے دھونی دیتے رہے اور آخر کار ان کے گرگ کلاں مولوی شیر جنگ نے اس کے سر پر لوہے کی سلاخیں مار مار کر اسے شہید کر دیا جن لوگوں کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جنگ یمامہ کے عظیم نعرہ (ملاحظہ ہو تاریخ ابن کثیر ۶/۳۲۰) سے اس قدر نفرت ہو انہیں بھیڑیا کہنے میں کون سی رکاوٹ ہے ؟

دنیائے اسلام کے سواد اعظم اہلسنت و جماعت کو بلا تامل اور بلا خوف آخرت مشرک کہنا ان کا بھیڑیا پن نہیں تو اور کیا ہے ؟

مسلمانوں کی مسجدوں میں سازشیں کرتے رہنا اور موقع ملنے پر جعلسازی سے مسجد رجسٹرڈ کروا لینا اور اہلسنت کو بے دخل کر دینا جیسا کہ ہمارے گاؤں میں ہوا ہے یہ بھیڑیا پن کا آخری درجہ نہیں تو اور کیا ہے ؟

صلاۃ و سلام کو شرک و بدعت بھی کہنا اور دھوکہ دہی کے لئے پڑھ بھی لینا، گیارہویں شریف اور محفل میلاد شریف کو حرام بھی کہنا اور مسلمانوں کی مساجد میں ڈیرہ لگانے کی صورت یہ سب کر بھی لینا۔

شیرینی اور تبرک کو ناجائز بھی کہنا اور کھا بھی لینا۔اس طرح اہلسنت کی نمک حرامی کرنا۔ ان امور کے ہوتے ہوئے اہل انصاف خصوصاً میرے سابقہ مخدوم بتائیں کہ یہ لوگ

اس حدیث ترمذی کے مطابق خالصًا

قلوبهم قلوب الذیاب کا مصداق اتم اور گرگ گھائے دروں وگر بہائے بروں نہیں تو اور کیا ہیں؟

بات طول پکڑ گئی لیکن ایک بات ضرور کہوں گا۔

کہ تبلیغی نصاب میں درود شریف کا باب شامل کرنا اور اس میں دیگر چیزوں کے علاوہ۔

ز مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی ﷺ اللّٰہ ترحم

(پرانا تبلیغی نصاب باب فضائل درود ص ۱۲۴) سے بارگاہ نبوی ﷺ میں استغاثہ کرنا پھر ایک عرصہ کے بعد درود شریف کا باب ہی نکال دینا اور کتاب کا نام تک تبدیل کر دینا بمطابق

شکل مومناں اور کرتوت............؟ (معذرت کے ساتھ)

یقیناً یقیناً یقیناً صد قا یقیناً ایمانا بھیڑیا پن ہے گرگ کاری ہے اور بگھیاڑی مکاری ہے۔

پانچویں چیز

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے متعلق دھوکہ کرتے ہو بلکہ مجھ پر جرائت کرتے ہو۔

پھر بھی غور بلیغ کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق دھوکہ بلکہ اس پر جرائت کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے؟ سیدھی اور صاف سی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی عظمت بڑھائے اور شان دوبالا فرمائے اور یہ لوگ ان کے مرتبہ و مقام کو پست سے پست دکھانے میں کوشاں رہیں اور اسے توحید کی حفاظت کا نام دیں یعنی توحید کی محبت کا دم بھرتے ہوئے توہین رسالت مآب ﷺ کا ارتکاب کریں اور سمجھیں یہ کہ اس طرح توحید محفوظ ہو

رہی تھی یہ اللہ تعالی کے متعلق دھوکہ دہی اور جرائت علی اللہ ہے جیسا کہ مرزا خبیث نے کیا ہے اور اس سے پہلے مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ بھی کر چکے ہیں۔اس سلسلہ میں صرف ایک بات کا تذکرہ کرنا ہی کافی ہے۔

اس خبیث گستاخ نے اپنی کتاب مقام نبوت ص ۸۴ (جس کی حمایت میں تبلیغیوں، غیر مقلدوں اور مودودیوں نے دن رات ایک کر رکھا ہے) پر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا کے صاحبزادے کے متعلق لکھا ہے۔

> آپ ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے شدید بیمار تھے۔اچانک ان کی حالت تشویشناک ہو گئی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بلانے کے لئے ایک آدمی بھیجا۔ قاصد نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بیٹا قریب المرگ ہے۔ آپ ﷺ نے قاصد سے فرمایا کہ واپس جاکر انہیں کہیں کہ اللہ کی چیز تھی جو اس نے لے لی۔لہذا صبر کریں۔لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے دوبارہ قاصد بھیجا اور قسم دے کر کہا کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں پہنچے تو بچہ آپ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا۔ اس وقت بچے کی سانس اکھڑ رہی تھی۔ آپ ﷺ یہ حالت دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ شفقت ورحمت ہے" (یعنی یہ رحمت و محبت کے آنسو ہیں)

بخاری (کتاب الجنائز اور کتاب التوحید) نیز فتح الباری جلد ۳۔ص ۱۵۶۔۱۶۰)

اس نے بخاری شریف کے ساتھ فتح الباری کا حوالہ دے کر معاملہ آسان کر دیا جب ہم نے فتح الباری کا مطالعہ کیا تو اصل صورت حال دیکھ کر سومناتی پر ایک بار اور اس کے

حامی ملوانوں خصوصا مولوی یوسف دیوبندی تبلیغی آف پلندری اور مفتی رویس خان ایوبی پر ۱۰ بار لاحول پڑھا کہ ان ظالموں کے دل میں اگر ایک رائی برابر بھی حضور اکرم ﷺ کا احترام ہوتا تو یہ اس قدر دجل و فریب کا مظاہرہ نہ کرتے۔

فتح الباری میں اس حدیث پر تفصیلی تبصرہ موجود ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

پہلی بات کہ اس حدیث شریف کے ترجمہ کرنے میں کافی غلطیاں ہیں جو ہم اس کتاب کے مفصل جواب میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالی۔

دوسری بات اس حدیث شریف کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

هذه رحمة جعلها الله فی قلوب عباده و انما یرحم الله من عباده الرحماء

ان الفاظ کا پورہ ترجمہ یہ ہے۔

یہ (آنکھوں کی فیاضی اور اشکباری) اللہ تعالی کی رحمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور یقیناً اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحمت فرماتا ہے۔

(بخاری شریف نمبر ۱۲۸۴-۷۷ ۷۳-۷۴۴۸)

جب کہ اس ظالم نے ترجمہ میں صرف اس قدر لکھا ہے۔

یہ شفقت اور رحمت ہے (یعنی یہ رحمت و محبت کے آنسو ہیں)

باقی سارا ترجمہ ہضم کر گیا یہاں ایک اور بات بھی سامنے آگئی کہ یہ گستاخ توحید کے پرچار میں کتاب لکھ رہا ہے اور حوالہ بھی اس طرح دیتا ہے (بخاری کتاب الجنائز اور کتاب التوحید) جب کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو کتاب التوحید میں انہیں الفاظ

هذه رحمة جعلها الله فی قلوب عباده الخ

کے پیش نظر ذکر کیا ہے ورنہ وہ یہ حدیث بخاری شریف میں اس سے قبل پانچ بار

ذکر کر چکے تھے جو الفاظ اللہ رب العزت کے متعلق ہیں انہیں اس نے ذکر کیوں نہیں کیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے توحید کا نام محض ڈھال کے لئے استعمال کیا ہے در حقیقت اس کا مقصد اثبات توحید نہیں بلکہ توہین منصب رسالت ہے۔ لعنة الله علی شرهم

اسی چیز کو ہمارے پیش نظر حدیث ترمذی میں پانچویں چیز کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ منافق لوگ اللہ تعالی پر بھی دلیری دکھائیں گے العیاذ باللہ تعالی اور دھوکہ دہی سے کام لیں گے۔

میں ضلع مفتی رولیس خاں ایوبی اور مولوی یوسف آف پلندری اور بخاری' بخاری' کی گردان کرنے والوں نام نہاد اہلحدیثوں سے پوچھتا ہوں آپ نے اس دجال کی کتاب کی تائید کرتے وقت بخاری شریف کو ہاتھ لگا کر بھی دیکھا ہے؟ یا کہ محض تعصب کی بھٹی میں جل کر خاکستر ہو رہے ہو؟

اس ظالم کی ایک مجبوری یہ سمجھ میں آرہی ہے کہ اس نے حدیث بخاری کے جس جملہ کو چھوڑا ہے اس میں ہندوں کو بھی رحمت کرنے والا کہا گیا ہے ہندوں کا رحمت کرنے والا ہونا بالخصوص رحمتہ للعالمین ﷺ کا رحمت کرنے پر قادر ہونا اسے قطعاً گوارا نہیں کیونکہ اس دجال نے صرف ایک صفحہ پہلے صاف لکھا ہے۔

یہاں مختار کل کیا مختار جزو بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ (مقام نبوت ص ۸۳)

ظاہر ہے جو رحیم ہوگا اسے کچھ تو اختیار ضرور ہوگا اس لئے اس نے حدیث بخاری کا آخری جملہ ذکر نہیں کیا ان سب باتوں سے قطع نظر ہم اصل حدیث کے حوالہ سے امام ابن حجر عسقلانی کے ارشادات کی طرف آتے ہیں۔

امیر المحدثین امام اہل الجرح والتعدیل حضرت سیدنا شیخ احمد بن علی بن حجر عسقلانی قدس سرہ الرحمانی المتوفی ۸۵۲ھ اپنی نادر و بے مثل شرح بخاری فتح الباری شریف میں فرماتے ہیں۔

والذی یظهر ان الله تعالی اکرم نبیه علیه الصلاة والسلام لما

سلم لامر ربه و صبر ابنته ولم يملك مع ذلك عينيه من الرحمة والشفقة بان عافى الله ابنة ابنته فى ذلك الوقت فخلصت من تلك الشدة و عاشت تلك المدة

وهذا ينبغي ان يذكر فى دلائل النبوة والله المستعان

(فتح الباری ۲۰۱-۳)

ترجمہ :- ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی عزت و تکریم کی خاطر جب کہ انہوں نے اپنے رب کا حکم تسلیم فرمالیا اور ان کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے صبر کیا اس کے باوجود آنکھوں سے شفقت اور رحمت کی وجہ سے آنسو جاری ہو گئے' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی نواسی کو اسی وقت شفاء عطا فرمادی اور وہ ایک مدت تک زندہ رہیں۔ امام ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو دلائل نبوت میں ذکر کرنا چاہیے۔ واللہ المستعان (یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ایسے عجب نکتے اور محبت افروز موتی دل کے سمندر میں موجزن ہوتے ہیں) (فتح الباری شریف ص ۲۰۱-۳)

اس سے قبل انہوں نے فرمایا:

ان اهل العلم بالاخبار اتفقوا على ان امامة بنت ابى العاص من زينب بنت النبى ﷺ عاشت بعد النبى ﷺ حتى تزوجها على بن ابى طالب بعد وفات فاطمة ثم عاشت عند على حتى قتل عنها

روایات کا علم رکھنے والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نواسی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوالعاص کی صاحبزادی حضرت سیدہ امامہ (جو اس موقع پر

۱؎ واضح ہو کہ بخاری شریف میں (ابن) بیٹے کا ذکر ہے جب کہ شارح (ابنۃ) بیٹی پر جزم کئے ہوئے ہیں۔ امام ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس کی وجہ بیان نہیں کی۔ بہرحال بیٹا ہو یا بیٹی دونوں صورتوں میں عظمت ہی واضح ہے جو کہ منافقوں کو گوارا نہیں۔

بیمار تھیں) حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی زندہ رہیں حتی کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اور ۴۰ھ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ اس وقت بھی ان کے عقد میں اور زندہ تھیں۔ رضی اللہ عنہم

(فتح الباری ص ۲۰۰-۳)

امام اہل محبت علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں۔

کہ جب انہوں نے بار بار پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں کہ صاحبزادی موت وحیات کی کشمکش میں ہے تو آپ ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہو گئے ان کے اصرار کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے وہ جہال کی یہ بدگمانی دور کرنا چاہتی تھیں کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بارگاہ نبوی ﷺ میں کم ہے دوسری وجہ یہ تھی۔

الهمها الله تعالٰی ان حضور نبيه ﷺ عندها يدفع عنها ماهی فيه من الالم ببركة دعائه و حضوره فحقق الله ظنها

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو یہ بات الہام فرمادی ہو کہ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اس صاحبزادی کو درد والم سے نجات مل جائے گی تو حضور اکرم ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے صاحبزادی کو مکمل طور پر شفایاب فرما کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا گمان درست ثابت کر دیا۔

(فتح الباری ص ۲۰۱-۳)

نیز آپ ﷺ کا پہلے تشریف نہ لے جانا اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ امر الٰہی کے تسلیم کرنے کا خوب اظہار فرمارہے تھے اور یہ مسئلہ بیان فرما رہے تھے کہ ایسے موقع پر بلایا جائے تو جانا واجب نہیں ہوتا جب کہ دوسرے موقعوں مثلاً دعوت ولیمہ پر تو وہاں بلائے جانے پر جانا واجب ہو جاتا ہے۔

آگے چل کر مزید فرماتے ہیں۔

وفی هذا الحدیث من الفوائد غیر ماتقدم جواز استحضار ذوی الفضل للمحتضر لرجاء برکتهم و دعائهم و جواز القسم علیهم لذلك و جواز المشی الی التعزیة والعیادة بغیر اذن بخلاف الولیمة

اس حدیث میں سابقہ مذکورہ فوائد کے علاوہ یہ فائدہ بھی موجود ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہو رہا ہو تو فضل اور بزرگی والوں کو بلانا جائز ہے کیونکہ ان کی برکت اور دعا سے (آسانی کی) امید ہے اور اس معاملہ میں بزرگوں کو قسم دینا بھی جائز ہے اور بلا اجازت تعزیت اور بیمار پرسی کے لئے جانا بھی جائز ہے بخلاف ولیمہ کے کہ وہاں بن بلائے نہ جائے۔

(فتح الباری ص ۲۰۳-۳)

اسی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ صحابی نے کس قدر مؤدبانہ انداز میں پوچھا یارسول اللہ یہ کیسے آنسو ہیں؟ نیز یہ فائدہ بھی معلوم ہوا کہ جزع وفزع کے بغیر بلا اختیار آنسو جاری ہو جانا ممنوع نہیں ہے۔

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کا یہ عقیدہ تھا کہ میرے والد ماجد اللہ تعالیٰ کے حبیب دو جہاں کے طبیب ﷺ میرے گھر تشریف لے آئے تو میری بچی سیدہ امامہ جو کہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے وہ ضرور صحت یاب ہو جائے گی۔

تو حضور اکرم ﷺ نے پہلے تو انہیں صبر کی تلقین فرمائی اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے تشریف نہ لے گئے جب صاحبزادی کی بے قراری اور ان کے قسم دینے کا مرحلہ آیا تو رحمۃ للعالمین کا دریائے کرم جوش میں آگیا آپ تشریف لے گئے تو محض محبت اور شفقت سے نکلے ہوئے چند قطرے صاحبزادی رضی اللہ عنہا کے لئے

آبِ حیات

کا کام کر گئے۔

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله
وعلى آلك واصحابك يا طبيب خلق الله

یہ ہے صحابہ کرام اور اہل بیت کا عقیدہ۔ یہ ہے خالص توحید۔ یہ ہے عظمت مصطفےٰ ﷺ کی ایک جھلک۔ یہ ہے حدیث شریف میں غواصی کرنے والوں پر فیض روح القدس کا نزول۔ یہ ہے اصل ایمان اور نجات کا راستہ۔ یہ ہے ماانا علیہ و اصحابی کا عملی نمونہ اس کے برعکس

گستاخ کیا بکتا ہے؟ اور تبلیغی جماعت کے مصنوعی اور کاغذی مفتی و شیوخ الحدیث، حدیث کے نام لیوا محض مردان کاروباری اور انگریز حکومت کے درباری اہلحدیث اور محض اردو نویسی اور معمولی عربی دانی کی بنا پر سکالر بننے والے مودودی آنکھیں بند کر کے حمایت کئے جا رہے ہیں کہ گستاخ نے جو کچھ لکھا ہے درست لکھا ہے۔

قرآن و حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

ایک طرف ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے اس صاجزادی کو کم از کم تیس سال کی زندگی نصیب ہو گئی دوسری طرف گستاخ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے نواسے اور بیٹے کی زندگیوں کے آخری لمحات آپ ﷺ کی گود میں گزرے بچوں کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا یہ حسرت رکھتی ہیں کہ ان کی زندگی کی کوئی صورت نکل آئے۔ لیکن وقت مقررہ میں ایک لمحے کی تاخیر بھی ممکن نہیں تھی۔ خواہ وہ نبی ﷺ کا بیٹا اور نواسہ ہی کیوں نہ ہو۔

چند سطر بعد لکھا۔

روتا وہی ہے جو دکھوں کا مارا اور ان کے ٹالنے پر قادر نہ ہو

(مقام نبوت ص ۸۵) (العیاذ باللّٰہ تعالیٰ)

فقیر غفرلہ اللّٰہ القدیر نے اپنے جس سابق دوست کی خاطر یہ کلمات لکھنا شروع کیے تھے تو بات سے بات نکلتی چلی گئی مگر بے فائدہ نہیں ان کی خدمت میں دست بستہ اور سابقہ باہمی بھائی چارہ سے بھی آگے ایک ہی آستانہ سے محبت و تعلق کی بنا پر عرض ہے۔

آپ صرف یہ ایک واقعہ لے کر دیوبندیوں تبلیغیوں سے مکمل تشفی حاصل کر لیں اور قلب و جگر میں وسعت ہو تو فقیر کو بھی بلا لیں اور ان کے شیخ الحدیث اور ضلع مفتی صاحب کو بھی مدعو کر لیں اگر فقیر کا یہ بیان کردہ حوالہ اور معجزہ نبوی ﷺ درست ثابت ہو گیا اور الحمد للہ درست ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ دوبارہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف جا کر تجدید بیعت فرمالیں گے اور تین سال اور چند ماہ کا جو عرصہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں میں گذارا ہے اس پر بارگاہ خداوندی میں صدق دل سے توبہ کر لیں گے اور اپنے بیٹوں کو بھی حق پر واپس آجانے کی سخت تاکید کریں گے اور اگر وہ تمہارے قابو میں نہیں تو آپ حدیث شریف کے مطابق عمل کریں گے۔

لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

(بخاری شریف ص ۷-۱)

کہ تم جب تک اپنے باپ' اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہیں رکھو گے اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتے۔

قرآن عزیز میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر یو ادون من حاد اللّٰہ و رسولہ ولو کانوا آباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

ترجمہ :- تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے (قیامت کے) دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف

کی روح سے ان کی مدد کی۔

(پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

میں اپنے سابق مخدوم کی خدمت میں اور اس کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں اور گستاخ کے حامیوں سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ نجات اگر چاہتے ہو تو۔

ان کا دامن تھام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے

میرے مخدوم آپ نے اپنے بیٹوں کی محبت میں گرفتار ہو کر گستاخوں سے تعلق بنایا تھا اب گستاخوں کی گستاخی سے آگاہ ہو چکے ہو تو اپنے سابقہ عقیدہ حقہ صحیحہ پر واپس آجاؤ کیونکہ قبر میں کام آنے والا کلمہ۔

لا الہ الا اللہ کے ساتھ

محمد رسول اللہ ﷺ ہے

نہ کہ منڈے........ خاکم بدہن

چھٹی چیز

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری قسم میں ان پر ایسا فتنہ مسلط کر دوں گا جو بڑے بڑے دانا اور حلیم آدمی کو چکرا کر رکھ دے گا۔

(ترمذی شریف حوالہ مذکورہ)

اس حدیث ترمذی کے اس آخری حصہ پر بھی تفکر و تدبر کی اشد ضرورت ہے۔
مختصرا عرض ہے کہ میرپور آزاد کشمیر بلکہ برصغیر میں انگریز کی آمد اور انگیخت پر فرقہ واریت کی ابتداء سے لے کر آج ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ / ۲۲ نومبر ۱۹۹۹ء تک یہ پہلا منفرد اور تاریخی مقدمہ ہے جس میں ناموس مصطفے ﷺ کا تحفظ اور گستاخ کے لئے عذاب خداوندی اظہر من الشمس ہے۔
مرزا گستاخ کے اس قدر لعنتوں بھرے جملوں اور حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس پر حملوں کے باوجود تبلیغی جماعت کے جو لوگ اور دیگر بد مذہب اس کی حمایت کر رہے ہیں

ہیں اور وہ وکیل جو محض پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے اس کے مقدمے کی پیروی کر رہے ہیں یہ ہی لوگ کسی غیر جانبدار عقلمند ' دیدہ ور ' بصیرت کے مالک ' حلیم و فاضل شخص سے سوال کریں کہ ہمارے ہاں یہ کتاب شائع ہوئی ہے اور اس قسم کے لوگ اس کی سر توڑ حمایت کر رہے ہیں ان لوگوں کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے ؟

تو وہ عاقل و فہیم و فاضل و علیم شخص یہی جواب دے گا کہ اس گستاخ نے تو جو کیا سو کیا مگر اس کے حامیوں کی عقل پر ماتم کرنا چاہئے کہ گستاخ کی حمایت پر کمر بستہ ہیں۔

یہ تو ان لوگوں پر کوئی عذاب الٰہی مسلط ہو چکا ہے کہ ان کو اپنی بڑی ہی واضح غلطی صحیح نظر آرہی ہے

اور وہ کہے گا نعوذ باللہ یہ لوگ تو فکر آخرت سے مکمل طور پر کنارہ کش ہو چکے ہیں

اور وہ یقیناً کہے گا کہ ان لوگوں کو حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے

اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہی ان کے حق میں ہمارے آقا و مولیٰ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ شفاعت فرمائیں گے

یہ لوگ اس گروہ کے ساتھ حوض کوثر سے دھتکارے جائیں گے جن کو حضور اکرم ﷺ حوض کوثر سے پانی عطا فرمانے کی بجائے سحقا سحقا فرمائیں گے۔

دور ہو جاؤ تباہ ہو جاؤ۔

اور وہ حلیم و حکیم آدمی کہے گا کہ میں تو تمہاری بات سن کر حیران ہو گیا ہوں ' میرا سر چکرا گیا ہے اور میری بصیرت یہ کہہ رہی ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی کوئی مار پڑی ہے جو اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا

حرف آخر

اس کے بعد ہم آزاد جموں وکشمیر شریعت کورٹ کا تاریخی فیصلہ جاری شدہ ۱۵-۱۱-۹۹ بعینہ درج کر رہے ہیں تاکہ محبت رسول ﷺ رکھنے والا ہر مسلمان ان فتنہ بازوں کے شر سے باخبر رہ سکے۔

اس فیصلہ پر کسی قسم کے تبصرہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ اپنی مثال آپ ہے۔

؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب

یہ فیصلہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ یہ فیصلہ ہر لائبریری ہر مکتبے بلکہ ہر گھر میں نمایاں جگہ پر موجود ہونا ضروری ہے اور ہر عاشق رسول ﷺ پر اس کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا فرض کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مقدمہ ناموس رسالت مآب ﷺ کے مدعیان' وکلاء' انتظامیہ' عدلیہ اور کسی بھی انداز میں اس کے ساتھ تعاون کرنے والے کو خاتمہ بالخیر سعادت دارین اور دین ودنیا کی برکات سے مالا مال فرمائے اور ہمیشہ مالا مال رکھے۔

آخرت میں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت عامہ اور شفاعت خاصہ اور قرب بارگاہ نبوت ﷺ سے نوازے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم

اس تاریخی فیصلہ کے ساتھ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کے مفتی بدر الفقہاء اُستاذ الحدیث علامہ محمد اصغر علی رضوی مدظلہ کا گستاخ کے متعلق فتویٰ بھی شامل کیا جارہا ہے۔

نیز فقیر کی آرزو ہے کہ اس گستاخ کی کتاب کا مفصل جواب تحریر کیا جائے اس کے لئے احباب سے توفیق کی دعا کی درخواست ہے۔

وآخر دعوای ان الحمد للہ رب العالمین
وصلی اللہ علی خیر خلقہ و علی آلہ و اصحابہ سلم

۱۳ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ — العبد المذنب :-
۲۲ نومبر ۱۹۹۹ء — ظہور احمد جلالی
یوم آمد مصطفےٰ ﷺ یوم الاثنین (پیر) شریف — مانگا منڈی لاہور

باسم القہار المنتقم

مرزا زاہد گستاخ عرصہ دراز سے تفریق امت اور انتشار کی فضا پیدا کر رہا تھا اور گستاخی کا مرتکب ہو رہا تھا مگر دیر گیرد سخت گیرد کے بموجب آزاد تھا جب ربیع الاول شریف کے ابتدائی دنوں گرفتار ہوا تو ممکن تھا کہ وہ گستاخی سے توبہ کر لیتا مگر اس کے حواریوں نے ایسا نہ کرنے دیا (جیسا کہ تاریخی حقیقت ہے کہ فرعون حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اتباع پر آمادہ ہو گیا تھا مگر حواری رکاوٹ بن گئے)

اسے توبہ کی تلقین کرنے کی بجائے چارہ جوئی کا مشورہ دینے لگے اس طرح ایک قانونی جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا تو ابتدائی سماعت میں سیشن جج اور ضلع قاضی میرپور نے اس پر گستاخی رسول اللہ ﷺ کے جرم کی پاداش میں دفعہ ۲۹۵ سی لگا کر فرد جرم عائد کر دی فیصلہ من و عن پیش خدمت ہے۔ (جلالی)

باجلاس ضلعی فوجداری عدالت میرپور آزاد کشمیر

نمبر شمار ۲ ۷/ ۲۶۶ رجوعہ ۲۴-۶-۹۹/ ۲۴-۷-۱ تاریخ فیصلہ ۲-۸-۱۹۹۹

پروفیسر زاہد حسین مرزا ولد فضل حسین مرزا
قوم جرال ساکن مکان نمبر ۶۶۱ سیکٹر سی / ۳ میرپور (سائل) بنام سرکار (سول)

درخواست ضمانت بعد از گرفتاری بجرائم زیر دفعات

۲۹۵۔اے ۲۹۸ آزاد پنل کوڈ

۲۹۵۔سی ۲۹۸۔اے

حاضر وکلاء

۱۔	راجہ بشیر احمد خان ایڈووکیٹ	منجانب سائل
۲۔	مرزا شاہد اقبال ایڈووکیٹ	
۳۔	چوہدری خالد رشید پبلک پراسیکیوٹر	
۴۔	مسٹر نذیر احمد غوری ایڈووکیٹ	منجانب مسئول
۵۔	چوہدری ریاض عالم ایڈووکیٹ	

حکم

مختصراً درخواست ضمانت ہذا ہے کہ پولیس تھانہ چوکی تھوتھال نے ایک غلط اور بے بنیاد رپورٹ کی بنا پر سائل کو گرفتار کر لیا ہے۔ سائل ملازم سرکار گریڈ ۲۰ ہے اور معزز شہری ہے جسے ذلیل و خوار کرنے کے لئے مقدمہ ہذا میں گرفتار کیا گیا ہے حالانکہ سائل ناکردہ گناہ ہے لہٰذا اسے ضمانت پر رہا کیا جائے۔

بحث سماعت ہوئی ریکارڈ مقدمہ کا ملاحظہ کیا گیا ہے۔ مطابق رپورٹ ابتدائی مستغیث مقدمہ نے درخواست محررہ ۲۵۔۶۔۱۹۹۹ء میں ظاہر کیا کہ چند دن پیشتر گستاخی رسول اللہ ﷺ پر مبنی ایک کتاب بعنوان "مقام نبوت" مارکیٹ میں آئی ہے جس میں جمہور اہل سنت کے عقائد و موقف کو ہندوؤں کا عقیدہ کہتے ہوئے جابجا غلامان مصطفےٰ ﷺ کے جذبات سے کھیلنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے وغیرہ۔ اس رپورٹ پر سائل کے خلاف پرچہ چاک کرتے ہوئے مندرجات کتاب کی بنیاد پر ملزم کو بجرائم زیر دفعات ۲۹۵۔اے ۲۹۸، ۲۹۸۔اے آزاد پنل کوڈ زیر مواخذہ لایا گیا جبکہ بعد ش جرم زیر دفعہ ۲۹۵ سی آزاد پنل کوڈ کا اضافہ کیا گیا۔

فاضل کونسل سائل نے اپنے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ سائل نے دانستہ طور پر گستاخی رسول اللہ ﷺ کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ اس نے حضور ﷺ کے نام مبارک کے

ساتھ جابجا ﷺ عقیدت و محبت کے ساتھ تحریر کرتے ہوئے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہوا ہے۔ سائل نے اسلاف کی تشریحات کی روشنی میں نیک نیتی سے ایک نو مسلم نوجوان کو اسلامی تعلیم کی صحیح راہنمائی کرنے کی غرض سے متذکرہ کتاب تحریر کی ہے۔ فاضل کونسل سائل نے اپنے استدلال مین قرآن حکیم کی آیات مبارکہ اور حضور ﷺ کی احادیث شریفہ اور علماء و محدثین کی تشریحات کے متعدد حوالہ جات دیتے ہوئے کہا کہ مختلف علماء کرام نے سائل کی تصنیف کو مبنی بر حق اور درست قرار دیا ہے بدین وجہ مقدمہ ہذا مزید تحقیق کا متقاضی ہے سائل کو محض فرقہ واریت کی بناء پر ایک سنگین الزام مین ملوث کیا گیا ہے حالانکہ سائل ناکردہ گناہ ہونے کے باعث مستحق ضمانت ہے جسے ضمانت پر رہا کیا جانا ہی قرین انصاف ہے۔ جبکہ بطور سزا ضمانت سے انکار کیا جانا قانون کے مغائر ہوگا۔

فاضل کونسل سائل کے جواب مین فاضل وکلاء مسئول نے اپنے دلائل میں کہا کہ سائل نے دانستہ طور پر ملت اسلامیہ اہل السنّت والجماعت کے جذبات کو مجروح کیا اور خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات مقدس کے بارہ میں گستاخانہ طرز تحریر اختیار کرتے ہوئے حضور ﷺ کو گرو کہہ کر ہندوؤں کے مذہبی پیشوا کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ متنازعہ کتاب میں جگہ جگہ نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے قرآن حکیم کی آیات اور احادیث کی غلط تشریحات کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس طرح سائل گستاخی رسول ﷺ اور ارتداد کا مرتکب ہونے کی وجہ سے سخت ترین سزا کا مستحق ہے کیونکہ جرم زیر دفعہ ۲۹۵ سی آزاد پنل کوڈ مجموعہ شق ہے جس کی سزا موت و عمر قید اور جرمانہ ہے بنابرین سائل رعایت ضمانت کا مستحق نہیں ہے۔ بوجہ درخواست مسترد فرمائی جائے۔

درخواست سائل، رپورٹ ابتدائی اور فاضل کونسل فریقین کی بحث کی روشنی میں متنازعہ کتاب کا ملاحظہ کرنے کے علاوہ فاضل کونسل فریقین کے پیش کردہ حوالہ جات کو زیر غور لایا گیا۔ متنازعہ کتاب کی صفحہ گردانی سے جابجا عیاں ہوتا ہے کہ ملزم نے رسالت مآب ﷺ کی نسبت حالات وواقعات کو ضبط تحریر میں لاتے وقت اس آداب واحترام کو ملحوظ خاطر

نہیں رکھا جو اس ہستی کا ذکر کرتے وقت لازمی تھا۔ ان حالات و واقعات کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے ایک ایسا انداز اور اسلوب اختیار کیا گیا جس کی موجودگی میں جا بجا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی جسارت کی گئی ہوئی ہے حالانکہ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید این جا

سورۃ الحجرات میں اہل ایمان کو اپنی آواز نبی ﷺ سے پست رکھنے کا حکم دیا گیا کہ کہیں اپنے سارے اعمال ضائع نہ کر بیٹھیں مگر یہاں ملزم نے ادب و احترام کے تمام تقاضوں کی بالائے طاق رکھ کر انتہائی دریدہ دہنی سے کتاب زیر بحث کو ضبط تحریر میں لا کر رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہونے کا احتمال پیدا کر دیا ہے۔ ملزم کی یہی بے ادبی اور بے احتیاطی اس کی گرفت کا باعث بنی ہوئی ہے۔ ملزم نے متنازعہ کتاب کے تیسرے باب مین علم غیب اور محسن انسانیت کے عنوان اور اس کے ذیلی عنوانات مین واقع معراج شریف اور آپ کی عدم موجودگی مین وقتاً فوقتاً قائم مقام مقرر کرنے اور آپ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین کے تقرر کو حاضر و ناظر کے مسئلہ سے منسلک کر کے یہ باور کرانے کی سعیِ لا حاصل کی ہوئی ہے کہ ایک عام انسان کی طرح آپ ﷺ کا عمل و دخل بھی آپ کی عدم موجودگی مین معطل و مفقود ہو جاتا تھا حالانکہ آئین کی رو سے بھی کسی قائم مقام کو وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہوتا جو کہ فی الحقیقت اصل اتھارٹی کو حاصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اصل اتھارٹی کا عمل و دخل اس کی عدم موجودگی مین بدستور جاری و ساری رہتا ہے۔ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں آپ ﷺ کے خلفاء اور بعد میں امت کے حکام کے لئے آپ ﷺ کے احکام اور ہدایات تا قیامت نمونہ اور راہنمائی کے لئے ابدی اصول ہیں۔ حضور ﷺ کی نبوت تا قیامت جاری ہے اور دنیا میں آپ ﷺ کے خلفاء اور حکام آپ ﷺ کی ہدایات پر کار بند رہنے کے پابند ہیں۔ ملزم نے اسی باب میں جا بجا علم نبی کو زیر بحث لا کر ثابت کرنے کی کوشش کی ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کو بعض معاملات کی نسبت علم نہیں ہوتا تھا اور نماز میں بھی بھول جاتے تھے حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ بھولتے نہیں بلکہ بھلائے جاتے تھے تاکہ

مومنین کی تربیت ہو سکے۔ "بے گناہ شخص کو سنگ ساری کرنے" کے حکم کے واقعہ کو بھی سائل نے عدل وانصاف اور قضاء کے مسلمہ اصول کے تناظر میں سمجھنے کی بجائے سطحی انداز میں اس واقعہ کا تذکرہ کر کے نہ صرف عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اس نے شان رسالت میں گستاخی کا گمان پیدا ہوتا ہے۔

ملزم نے کتاب زیر بحث کے چوتھے باب میں مختار کل کے عنوان سے بھی آپ کو انتہائی بے بس اور مجبور ظاہر کرتے ہوئے ضروریات زندگی کی حد تک آپ ﷺ کو ایک انتہائی تنگ دست شخص کی صورت میں پیش کیا ہے حالانکہ حضور ﷺ دنیا اور آخرت کے راہنما ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا مقصد اور مدعا حیات دنیا نہیں بلکہ آخرت ہوتی ہے۔ امت کے سبق اور صبر کی تلقین کے لئے دنیا سے بے رغبتی اور ترک تعلق شان نبوت کا طرہ امتیاز ہے انبیاء علیہم السلام کی حیات ظاہری مادی وسائل اور ضروریات کی تابع نہیں ہوتی بلکہ عظیم تر مقصد حق و صداقت کے پرچار سے انسانیت کو احکام خداوندی سے آگاہ کر کے اسے سنوارنا ہوتا ہے۔ یہ بے بسی اور بے کسی کی بات نہیں ہے بلکہ دنیا سے لاتعلقی اور عدم توجہی کا اظہار ہے جسے ملزم نے سمجھنے میں خطاء کھائی ہے اور بلاوجہ آپ ﷺ کے مالی حالات کو زیر بحث لا کر نہ صرف اشارۃً کنایۃً بلکہ صراحتاً سرور دو عالم ﷺ کی ایسی تصویر کشی کر کے آپ ﷺ کی شان میں تحقیری انداز اختیار کیا ہے جو توہین کے زمرہ میں آتا ہے۔ جملہ احادیث کو ظنی لکھ کر سائل نے فن اصول حدیث کو بھی سمجھنے میں خطاء کھائی ہے جبکہ حدیث متواتر و مشہور سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے۔

المختصر زیر بحث متنازعہ کتاب "مقام نبوت" کے انداز و اسلوب بیان و تشریحات اور جا بجا سوالیہ نشانات سے تضحیک کا پہلو مترشح ہوتا ہے جس سے سائل بادی النظر میں بمنشاء زیر دفعہ ۲۹۵ سی آزاد پنل کوڈ توہین رسالت ﷺ کا مرتکب پایا جاتا ہے بدین وجہ سائل اس مرحلہ پر رعایت ضمانت کا مستحق نہیں پایا جاتا لہذا درخواست مسترد کی جاتی ہے حکم سنایا گیا۔

سیشن جج　　　　ضلع قاضی　　　　۲-۸-۱۹۹۹ء

سیشن کورٹ میرپور سے درخواست
ضمانت مسترد ہونے پر مرزازاہد گستاخ کی طرف
سے شریعت کورٹ میں ضمانت کی درخواست پر
شریعت کوٹ آزاد کشمیر کا ضمانت مسترد کرنے کا
تاریخی فیصلہ جو کئی حقیقتوں کی نقاب کشائی کرتے
ہوئے عظمت مصطفٰے ﷺ کی پاسبانی کی تاریخ
میں نمایاں مقام پاگیا۔

والحمد للّٰہ علی ذالک

آزاد جموں و کشمیر شریعت کورٹ

تاریخ فیصلہ	تاریخ رجوعہ	نگرانی فوجداری
۱۵۔۱۱۔۱۹۹۹ء	۶۔۸۔۱۹۹۹ء	۹۰/۱۹۹۹ء

پروفیسر زاہد حسین مرزا
قوم جرال' ساکن مکان نمبر
۴۴۔اے سیکٹر سی ۳ میرپور
(سائل)

بنام

نمبر۱۔ سرکار
نمبر۲۔ محمد بشیر مصطفوی
ولد حسن دین قوم گوجر
خطیب جامع مسجد مدینہ
سیکٹر سی ۲ میرپور مستغیث
(مسئولان)

نگرانی بخلاف حکم ضلعی فوجداری عدالت میرپور مصدرہ ۰۲ ۔ ۰۸ ۔ ۹۹ جس کی رو سے درخواست ضمانت بعد از گرفتاری سائل مسترد کی گئی بمنسوخی حکم متذکرہ و منظور کئے جانے ضمانت سائل۔

روبرو جسٹس افتخار حسین بٹ (جج)

حاضری وکلاء فریقین

راجہ بشیر احمد خان ایڈووکیٹ
مرزا شاہد اقبال ایڈووکیٹ — برائے سائل

محمد ریاض عالم ایڈووکیٹ
نذیر احمد غوری ایڈووکیٹ — برائے مسئول/مستغیث مقدمہ

محمد مشتاق چوہدری
ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل — برائے سرکار

حکم عدالت

حکم ہذا کی رو سے نگرانی سائل / ملزم کا فیصلہ کرنا مطلوب ہے، جو ضلعی فوجداری عدالت میرپور کے حکم مصدرہ مورخہ ۲ اگست ۹۹ء کے خلاف وائر کی گئی جس کی رو سے درخواست ضمانت سائل مسترد کر دی گئی۔

۲۔ مختصراً واقعات مقدمہ اس طور پر ہیں کہ مستغیث مقدمہ نے ڈپٹی کمشنر میرپور کو تحریری درخواست پیش کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ چند دن پیشتر گستاخی رسول ﷺ پر مبنی ایک کتاب بعنوان "مقام نبوت" مارکیٹ میں آئی ہے جس میں جمہور اہل سنت کے عقائد و موقف کو ہندوؤں کا عقیدہ کہتے ہوئے جابجا غلامان مصطفیٰ ﷺ کے جذبات سے کھیلنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ ملک کی جغرافیائی سرحدوں پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اس طرح کی کتاب بالخصوص ماہ ربیع الاول شریف میں منظر عام پر آنا میرپور جیسے پرامن شہر کو فتنہ انگیزی کی آگ میں دھکیلنے کی ایک مذموم سازش ہے ہم آپ کو آگاہ کرتے ہیں کہ اس کتاب کو فی الفور ضبط کیا جائے نیز اس کے مؤلف شاتم رسول ﷺ پروفیسر زاہد حسین مرزا ساکن سی تھری میرپور کو توہین رسالت کے جرم میں گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے، اگر ۱۲ ربیع الاول جشن میلاد النبی ﷺ کے جلوس سے قبل ملزم مذکورہ کے خلاف کارروائی نہ کی گئی اور اس کتاب کے اندر دیئے گئے پتوں سے ضبط نہ کیا گیا تو عید میلاد النبی ﷺ کا سارا جلوس اس شاتم رسول ﷺ کے گھر کا گھیراؤ کرے گا۔ انتظامیہ دو دنوں میں حالات پر قابو پا سکتی ہے بصورت دیگر تمام ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔ متذکرہ درخواست کی ایک نقل۔ ایس۔ پی ضلع میرپور کو بھی ارسال کی گئی۔ جنہوں نے افسر مہتمم تھانہ پولیس تھوتھال کو بغرض کارروائی ارسال کی۔ جس پر مورخہ ۹۹۔۶۔۲۵ کو ملزم کے خلاف علت نمبر ۱۷ / ۹۹ بجرائم ۲۹۵ / اے، ۲۹۸، ۲۹۸ / اے تعزیرات آزاد کشمیر درج رجسٹر ہوا۔ بعد ازاں جرم زیر دفعہ ۲۹۵ / سی کا بھی اضافہ کیا گیا۔ بعد تفتیش مقدمہ مورخہ

۹۹۔۱۰۔۲۱ کو چالان بجرائم متذکرہ بالا ضلعی فوجداری عدالت میرپور میں دائر کیا گیا۔ جو زیر سماعت عدالت ہے۔

۳۔ سائل / ملزم نے مورخہ ۹۹۔۶۔۲۶ کو درخواست ضمانت ضلعی فوجداری عدالت میرپور میں پیش کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ ایک غلط اور بے بنیاد رپورٹ پر اسے گرفتار کیا گیا ہے۔ حالانکہ سائل ناکردہ گناہ ہے۔ سائل گریڈ بیس کا حامل ملازم سرکار ہے۔ سائل کے خلاف بادی النظر میں مقدمہ نہیں بنتا ہے۔ سائل عدالت کی تسلی و تشفی کے مطابق ضمانت حاضری پیش کرنے کو تیار ہے۔ سائل متدعی ہوا کہ اسے ضمانت پر رہا کر دیا جاوے۔ ضلعی فوجداری عدالت میرپور نے بعد سماعت مقدمہ درخواست ضمانت سائل / ملزم بروئے حکم مصدرہ مورخہ ۹۹۔۸۔۲ خارج کر دی متذکرۃ الصدر حکم کے خلاف سائل / ملزم نے عدالت ہذا میں نگرانی دائر کی جس کی سماعت ہمارے فاضل برادران جسٹس سردار محمد نواز خان اور جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ پر مشتمل دو رکنی بینچ نے کی۔ فاضل اراکین عدالت کے مابین اختلاف رائے ہو گیا۔ فاضل برادر جسٹس سردار محمد نواز خان نے نگرانی منظور کرتے ہوئے سائل / ملزم کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم صادر کیا جبکہ دیگر فاضل برادر جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ نے نگرانی نامنظور کرتے ہوئے درخواست ضمانت سائل مسترد کرنے کا حکم جاری کیا۔ بصورت اختلاف رائے معاملہ فاضل چیف جسٹس شریعت کورٹ جناب خواجہ محمد سعید کے روبرو پیش ہوا جنہوں نے اسے ہمارے سپرد و تفویض کیا۔ ہم نے بحث فاضل وکلاء فریقین اور فاضل وکیل سرکار سماعت کی۔

۴۔ راجہ بشیر احمد خان وکیل سائل / ملزم نے اپنا استدلال اس طور پر پیش کیا کہ ملزم کے خلاف کارروائی بدون اجازت اندراج مقدمہ کی گئی ہے۔ انہوں نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ متعدد مستند علماء کرام نے کتاب کے مطالعہ کے بعد یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ ملزم نے اپنی تحریر کے ذریعے نہ تو کسی فرقہ کے مذہبی احساسات کو مجروح کیا ہے اور نہ ہی مذہبی عقائد کو حرف تنقید بنایا ہے۔ اس طرح وہ کسی بھی قانون شکنی کا مرتکب نہیں ہوا ہے۔

انہوں نے اپنے دلائل میں اس بات پر بھی زور دیا کہ ابتدائی رپورٹ مبہم اور غیر واضح ہے جس پر تحت قانون کوئی مقدمہ درج نہیں کیا جا سکتا۔ فاضل وکیل ملزم نے دوران بحث یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ مقدمہ کی نوعیت کے پیش نظر ملزم جیل میں رہ کر اپنا دفاع کرنے سے قاصر ہے' اس لئے اسے ضمانت پر رہا کیا جائے تاکہ وہ بطریق احسن اپنے مقدمہ کی پیروی کر سکے۔ انہوں نے مزید دلیل اس طور پیش کی کہ مصنف / ملزم نے متنازع کتاب نیک نیتی کے ساتھ ایک اطالوی نژاد نو مسلم (Fadl Matteo Baltrami) کی علمی راہنمائی کے لئے مرتب کردہ مکتوب کی شرح کے طور پر تحریر کی جس میں محض قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی قابل اعتراض مواد تحریر نہیں کیا جس سے نبی کریم ﷺ کی تنقیص کا کوئی پہلو سامنے آتا ہو۔ اس طرح حالات و واقعات مقدمہ کی روشنی میں معاملہ زیر بحث مزید تحقیق کا محتاج ہے' جس بناء پر ملزم ضمانت پر رہائی کا مستحق ہے۔ فاضل وکیل سائل / ملزم نے اپنے دلائل کی تائید میں قرآن پاک کی متعدد آیات و احادیث مبارکہ اور فقہی کتب کے حوالہ جات پیش کئے اور متدعی ہوئے کہ عدالت ہذا فاضل برادر جسٹس سردار محمد نواز خان کے فیصلہ سے اتفاق کرے اور ملزم کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم صادر کرے۔

۵۔ اس کے مقابلہ میں فاضل وکیل استغاثہ' محمد ریاض عالم نے اپنے دلائل میں کہا کہ اجازت اندراج مقدمہ ریکارڈ پر موجود ہے جس بناء پر ملزم کے خلاف مقدمہ مطابق قانون درج ہوا ہے بصورت دیگر جرم ۲۹۵ / سی قابل دست اندازی پولیس ہے۔ انہوں نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ جن علماء کرام نے کتاب کے حق میں فتویٰ صادر کیا' انہوں نے کتاب کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے اور ایسی صورت حال میں وہ متنازعہ کتاب کی نسبت کوئی فتویٰ صادر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ انہوں نے مزید دلیل اس طور پر پیش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کا تعین کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں جب کہ متنازعہ کتاب میں مصنف نے از خود یہ بات تسلیم کر رکھی ہے کہ اس نے حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کے تعین

کے لئے کتاب تحریر کی ہے' جواب اپنی ہی تحریر کردہ کتاب کی مختلف تاویلیں پیش کر رہا ہے۔ فاضل وکیل استغاثہ نے مزید دلیل اس طور پر پیش کی ہے کہ رپورٹ ابتدائی محض قانونی مشینری کو حرکت دینے کے لئے درج کرائی جاتی ہے جس میں مقدمہ کی تفاصیل درج کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہوں نے دوران بحث یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ اگر ملزم کے بیان کو بیان حلفی ہی سمجھ لیا جائے تب بھی درخواست ضمانت کے مرحلہ پر متذکرہ بیان حلفی ملزم کے موقف کو کوئی تقویت بہم نہیں پہنچاتا' اس ضمن میں انہوں نے اپنے دلائل کی تائید میں قانونی حوالہ جات پی۔ ایل۔ ڈی ۱۹۹۲ء عدالت عظمیٰ آزاد جموں و کشمیر صفحہ ۲۰ اور ۱۹۹۷ء پاکستان کریمنل لاء جرنل صفحہ ۶۱۰ پیش کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ ملزم نے عمداً اور قصداً حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی اور حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش کی ہے' اس طرح وہ واضح طور پر توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے اس ضمن میں انہوں نے قرآن حکیم واحادیث مبارکہ اور متعدد فقہی کتب کے حوالہ جات پیش کئے اور متدعی ہوئے کہ فیصلہ فاضل برادر جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ مطابق قانون صادر ہوا ہے' جس کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے نگرانی ملزم خارج کی جائے۔

۶۔ فاضل وکیل استغاثہ' نذیر احمد غوری ایڈووکیٹ نے اپنے دلائل میں اس بات پر زور دیا کہ ملزم نے عمداً حضور ﷺ کی نسبت توہین آمیز کتاب تصنیف کی ہے اور ایسا کرنا سراسر کفر ہے۔ انہوں نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ ملزم نے نہ صرف حضور نبی اکرم ﷺ کے معجزات سے انکار کیا ہے بلکہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی عمداً کوشش کی ہے' جو نہ صرف خلاف شرع بلکہ خلاف قانون بھی ہے۔ فاضل وکیل استغاثہ نے بھی متنازعہ کتاب کے متعدد صفحات میں درج تبصرہ جات کو نشانہ تنقید بنایا اور متدعی ہوئے کہ محض ملازم سرکار اور گریڈ ۲۰ کے حامل آفیسر ہونے کی بناء پر اس کی ضمانت منظور نہیں کی جا سکتی۔ فاضل وکیل متدعی ہوئے کہ ملزم نے نہایت ہی سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے' جس کی درخواست ضمانت خارج کی جاوے۔ فاضل وکیل استغاثہ نے اپنے دلائل کی تائید میں ہماری

توجہ بذیل قانونی حوالہ جات کی طرف مبذول کرائی : --------

(i) پی۔ ایل۔ ڈی ۱۹۸۷ء سپریم کورٹ اے۔ جے۔ کے صفحہ ۷۴

(ii) ۱۹۹۳ء ایس۔ سی۔ آر------------ صفحہ ۶۵

۷۔ محمد مشتاق چوہدری ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے اپنی بحث میں وکلاء استغاثہ کے موقف کی کاملاً تائید کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کی کہ ملزم کا طرز تحریر حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و تکریم کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ حالانکہ حضور ﷺ کا قول حدیث بن گیا اور آپ ﷺ کا عمل سنت۔ فاضل وکیل سرکار متدعی ہوئے کہ ملزم نے حضور ﷺ کے غسل جنابت اور آپ ﷺ کی جوتیوں کے ساتھ غلاظت کے معاملات کو ایک دیگر پیرائے میں زیر بحث لاکر آپ ﷺ کی شخصیت پر ایسی تنقید کی ہے جو گستاخی رسول ﷺ کے زمرہ میں آتی ہے۔ فاضل ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے یہ موقف اختیار کیا کہ فیصلہ فاضل جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ سے اتفاق کرتے ہوئے نگرانی ملزم خارج کی جائے۔

۸۔ علامہ محمد بشیر مصطفوی 'مستغیث مقدمہ نے اپنے دلائل میں کہا کہ ملزم نے حضور ﷺ کو اوتار کے ساتھ تشبیہہ دی اور اپنی کتاب میں نہ صرف مسلم صوفیاء کی ہتک کی بلکہ اولیاء اللہ کا بھی مذاق اڑایا۔ حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولیاء حضور ﷺ کے وارث ہیں۔ انہوں نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ حضور ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنا توہین رسالت ہے جس کا ملزم واضح طور پر اپنی تصنیف میں مرتکب ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں متعدد قرآنی آیات اور متعدد احادیث مبارکہ کے حوالہ جات پیش کئے اور متدعی ہوئے کہ ملزم توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے جس کی نگرانی خارج کی جاوے۔

۹۔ ہم نے بحث وکلاء فریقین کی روشنی میں ریکارڈ پولیس 'متنازعہ کتاب' متعلقہ قرآنی آیات 'احادیث مبارکہ 'فقہی کتب 'بیان ملزم اور اس کے دفاع میں پیش کئے گئے حوالہ جات اور دیگر قانونی حوالہ جات کا بھی بغور مطالعہ کیا اولاً ہم اس مسئلہ کو یکسو کرنے کے خواہاں ہیں کہ آیا مقدمہ ہذا درج رجسٹر کرنے کے لئے حکومتی اجازت (Prosecution

(Sanction) ضروری تھی یا نہیں۔ ضابطہ فوجداری نے اس نسبت ایک واضح اصول مرتب کر رکھا ہے اور قابل دست اندازی اور نا قابل دست اندازی مقدمات کی تخصیص کر رکھی ہے۔ جن مقدمات کو قابل دست اندازی پولیس بنایا گیا ہے ان کے اندراج میں کسی سرکاری یا حکومتی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ زیر نظر مقدمہ میں دیگر جرائم کے علاوہ جرائم ۲۹۵'۲۹۵ / اے پینل کوڈ میں بھی ملزم کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ جو جرائم قابل دست اندازی پولیس ہیں۔ جہاں تک دیگر جرائم کا تعلق ہے ان میں بھی اندراج مقدمہ کی منظوری شامل چالان ہے تاہم اس کی ضرورت نہ تھی۔ بنابریں متذکرہ معاملہ پر بحث کو طول دینے کی قطعاً ضرورت نہ ہے اور بادی النظر میں اندراج مقدمہ درست طور پر ہونا قرار پایا جاتا ہے۔

۱۰۔ فاضل وکیل سائل / ملزم نے یہ دلیل بھی پیش کر رکھی ہے کہ مستغیث مقدمہ نے رپورٹ ابتدائی میں جرم کی تفاصیل درج نہیں کی ہیں۔ اس طرح مقدمہ خلاف قانون طور پر درج ہوا ہے۔ جبکہ جواباً استغاثہ کی جانب سے یہ موقف اختیار کیا گیا کہ رپورٹ ابتدائی واضح اور کامل ہے جس میں مزید تفاصیل کی ضرورت نہ ہے اس ضمن میں ہمیں فاضل وکلاء استغاثہ کے موقف سے کامل اتفاق ہے کہ رپورٹ ابتدائی قانونی مشینری کو حرکت دینے کی غرض سے درج کرائی جاتی ہے اور محض تفاصیل وقوع درج نہ کرنے کی بنا پر ملزم ضمانت کا حقدار نہیں بن جاتا۔ (پی۔ ایل۔ ڈی ۱۹۹۲ء سپریم کورٹ آزاد جموں و کشمیر صفحہ ۲۰) بادی النظر میں رپورٹ ابتدائی درست طور پر درج ہونا پائی جاتی ہے جس میں بظاہر کوئی سقم نظر نہیں آتا اس طور متذکرہ دلیل فاضل وکیل سائل / ملزم رد کی جاتی ہے۔

۱۱۔ ہمیں فاضل وکیل ملزم کی اس دلیل سے بھی اتفاق نہیں کہ مذہبی عقائد کو مجروح کرنا قابل گرفت جرم نہ ہے۔ متعلقہ دفعہ کے ملاحظہ سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ مذہبی عقائد پر تنقید قابل تعزیر جرم ہے مگر مقدمہ ہذا صرف دیگر عقائد پر تنقید یا کسی مخصوص فرقہ کے جذبات کو مجروح کرنے کا نہیں ہے بلکہ ملزم پر الزام اس نوعیت کا بھی ہے

کہ ملزم نے متنازعہ کتاب میں اپنی تحریر اور تصنیف سے عمداً و قصداً حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسے الفاظ اور طنزیہ فقرے تحریر کیے اور اس طور پر سوالیہ انداز اپنایا جس سے حضور ﷺ کی شان اقدس کی توہین کا گمان ہوتا ہے۔ اس نسبت کتاب کے متذکرہ صفحات' پیرا جات' طنزیہ انداز اور سوالیہ نشانات جیسے معاملات کا حوالہ دینے سے قبل مناسب ہوگا کہ یہ اصول طے کر لیا جائے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و توقیر اور مقام و مرتبہ کی نسبت کیا احکام صادر فرمائے ہیں:۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:۔

ورفعنا لک ذکرک۔ (ترجمہ) اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کو۔ (سورۃ الانشراح)

پھر حکم ہوا:

انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتؤمنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه

(ترجمہ) بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ ﷺ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت) کی خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا تاکہ (اے لوگو) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے تعظیم کرو۔ (سورۃ الفتح آیات ۸: ۹)

۱۲۔ قرآن حکیم نے ہر مقام پر آقائے دو جہاں ﷺ کی عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم کا پاس و لحاظ رکھا ہے پورے قرآن پاک میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کسی بھی مقام پر حضور ﷺ کو ذاتی نام سے نہیں پکارا جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کے ذاتی ناموں سے مخاطب فرمایا:

اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہا کرو۔ (سورۃ البقرہ ۲: ۳۵)

اے نوح اترو۔ (سورۃ ھود ۱۱: ۴۸)

ابراہیم اسے جانے دو۔ (سورۃ ھود ۱۱:۷۶)

اے موسیٰ بے شک میں نے تمہیں چن لیا۔ (سورۃ الاعراف ۷:۱۴۴)

اے عیسیٰ ابن مریم میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے۔
(سورۃ المائدہ ۵:۱۱۰)

اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ کیا۔ (سورۃ ص ۳۸:۲۶)

اے زکریا ہم تم کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ (سورۃ مریم ۱۹:۷)

اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ (سورۃ مریم ۱۹:۱۲) (علیہم السلام)

لیکن جب حضور ﷺ کو مخاطب کرنے کا وقت آیا تو قرآن کا اسلوب بیان تبدیل ہو گیا اور حضور ﷺ کو ذاتی نام کی بجائے مختلف صفات اور القابات سے نوازا گیا اور کبھی یآ ایھا النبی' یآ ایھا الرسول کے ذریعے یاد فرمایا گیا اور کبھی یآ ایھا المدثر' یآ ایھا المزمل' طٰہ اور یٰسین کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ گویا حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم قرآنی تعلیمات کی تعمیل ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضور ﷺ سے انداز تخاطب کے آداب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا

(ترجمہ) تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسے ہرگز نہ سمجھنا جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ (سورۃ النور آیت ۶۳)

ہزار بار بشویم دھن زمشک و گلاب
ھنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

(ترجمہ) وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ (سورۃ النجم آیات ۳'۴)

یعنی پیغمبر ﷺ کی زبان نطق الٰہی کی ترجمان ہے:

وما رمیت اذ رمیت و لکن اللّٰہ رمی

(ترجمہ) اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ (سورۃ الانفال آیت ۱۷)

اور لاریب واشگاف انداز میں اعلان فرمارہا ہے کہ:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم

(ترجمہ) یہ جو تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں جان لیں کہ (تیرے ہاتھ پر نہیں بلکہ) رب کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر رب کا ہاتھ ہے۔

(سورۃ الفتح آیت ۱۰)

یعنی پیغمبر ﷺ کا ہاتھ دراصل دست قدرت ہے جس کو مولانائے روم نے زبان شعر میں یوں بیان کیا ہے:

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(رومی)

اور علامہ اقبال کا اپنا ہی انداز بیان ہے:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کار کشاد کو کار ساز

(علامہ اقبال)

عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اس سے بڑھ کر اور زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

یآیھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے پاس بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات آیت ۲)

عظمت رسول ﷺ کا اس سے بڑھ کر اور کیا مقام ہو سکتا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔

(ترجمہ) اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ (سورۃ الحشر آیت ۷)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اور پیارے نبی ﷺ کے مابین نسبت اطاعت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ

(ترجمہ) جس نے اطاعت کی رسول اللہ کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

(سورۃ النساء آیت ۸۰)

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر، عزت و حرمت اور ادب و احترام کے پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا۔

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا

(ترجمہ) اے ایمان والو تم راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا (ہماری طرف نظر و توجہ فرمایئے) کہا کرو اور تم ہمہ تن گوش رہا کرو۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۰۴)

سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوا:

ان اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبیط یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

(ترجمہ) اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر رحمت اور درود بھیجتے ہیں اے

ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

۱۳۔ متذکرہ بالا آیات مقدسہ سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک اہل ایمان کو حضور ﷺ کے ادب و احترام کی تعلیم دیتا ہے اور اہل ایمان کو اطاعت رسول ﷺ کا نہ صرف پابند کرتا ہے بلکہ اطاعت رسول ﷺ کو اطاعت الٰہی قرار دیتا ہے اور اطاعت رسول ﷺ کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ہر ہر قدم پر آپ ﷺ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھا جائے کیونکہ آپ ﷺ کی بے ادبی بارگاہ الوھیت میں بے ادبی تصور ہو گی اور جب بھی کوئی مسلمان ایسی بے ادبی کا مرتکب ہوا تو اس کا ایمان باقی رہے گا اور نہ ہی اس کا عمل۔ اطاعت رسول ﷺ کا تو یہ عالم ہے کہ دربار نبوت ﷺ میں بلند کلامی سے بھی منع فرمایا گیا اور یہ ارشاد ہوا کہ جب مجلس مصطفیٰ ﷺ میں بیٹھا کرو تو اپنی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ مبادا معمولی سی بے ادبی اور رفع صوت سے ساری عمر کی کمائی لٹ جائے اسی طرح حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھنا اور اونچا نہ کرنا ہی تعظیم و تکریم رسول ﷺ ہے۔ اسی واسطے حضور ﷺ کو ذاتی اسم گرامی سے پکارنے کو علماء نے مکروہ جانا ہے اور ادب و تعظیم کے خلاف سمجھا ہے۔ اس لئے کوئی ایسا لفظ جس سے حضور ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی اور بے ادبی کا شائبہ متکلم یا سامع کے ذہن میں پیدا ہو تو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔ قرآن حکیم نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ حضور ﷺ کی گستاخی کی جانب چل پڑے ہیں انہیں آگاہ ہونا چاہیئے کہ وہ ایسا کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے بلکہ آخر میں دردناک عذاب میں ڈالے جائیں گے اسی بنا پر قرآن پاک نے ذو معنی اور موھم تحقیر الفاظ کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے اگرچہ ایسے الفاظ سے صریحاً حضور ﷺ کی اہانت اور تنقیص کا کوئی وہم بھی نہ ہو بلکہ محض ذہن میں معمولی سا شائبہ ہی پیدا ہو تو ایسے الفاظ کا استعمال قطعاً جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا لفظ جو کثیر المعانی ہے اور اس کے زیادہ تر معانی توہین و اہانت اور تنقیص و تحقیر پر دلالت کرتے ہوں بلکہ اس کے کچھ معانی و مطالب اچھے بھی ہوں اس کے باوجود ایسے کثیر المعانی الفاظ کو نبی آخر الزماں ﷺ کی شان میں لکھنے اور بولنے سے

قرآن حکیم نے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس حقیقت سے آگاہی کے بعد بھی کوئی فرد اس کا ارتکاب کرے تو اس کا یہ عمل شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی واہانت کے مترادف ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔

۱۴۔ متذکرہ بالا اصولوں کے پیش نظر اب ہم متنازعہ کتاب کے مختلف پہلوؤں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں متنازعہ کتاب کے صفحہ ۶ پر ملزم / مصنف نے انتساب میں درج کیا ہے کہ اطالوی نژاد نو مسلم فضل میتیو بلترامی (Fadl Matteo Baltrami) کے مکتوب کے جواب میں جس میں اہم سوال "مقام مصطفیٰ" (The Status of Holy Prophet) تھا۔ اس نے ایک طویل خط لکھا اور متنازعہ کتاب اسی خط کی شرح ہے۔ ویسے بھی کتاب کی فہرست مضامین' دیگر عنوانات اور ابواب کے حوالہ کے مطالعہ سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ متنازعہ کتاب میں حضور ﷺ کی شخصیت' حیثیت' ان کی زندگی' ان کے علم اور ان کے اختیارات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ حضور ﷺ کے نور ہونے کے عقیدہ کو حرف تنقید بناتے ہوئے مختلف مذاہب اور اقوام کے نظریات کی نسبت تحریر بھی بادی النظر میں اس احتیاط کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی جو حضور ﷺ کی نسبت بیان کرتے وقت از بس لازم ہے۔

مثال کے طور پر صفحہ ۹ پر مصنف یوں رقم طراز ہوا "لیکن گوتم بدھ کے مقام کا تعین کرنے کے لئے جو مجلس "راجگیری" میں منعقد ہوئی اس میں یہ طے پایا کہ بدھ کے دو وجود تھے ایک ظاہری وجود جو لباس بشریت میں دنیا کے سامنے موجود رہا اور دوسرا حقیقی وجود جو بشریت سے ماورا سراسر نورانی وجود تھا" آگے چل کر یوں تحریر ہوا "تاتاریوں نے النقوائیگم کے حرامی بچوں کو فرزندان نور قرار دے دیا۔ مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے جن کے ایک فرقے کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ان کا جسم نورانی تھا" اس سے آگے صفحہ ۱۰ پر یوں لکھا گیا "ایک فرقے کے نزدیک نبی کریم ﷺ خدا تو نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں وہ سراپا نور ہیں جو لباس بشریت میں تشریف لائے۔ عالم

الغیب' کائنات کے ذرے ذرے کو جاننے والے حاضر و ناظر' مختار کل' یعنی اس کائنات میں جو کچھ چاہیں کریں اور قاسم رزق یعنی مخلوق خدا کو رزق پہنچانے والے۔ یہ عقیدہ ہندوؤں کا بھی ہے'' متذکرہ بالا تحریر سے نہ صرف بادی النظر میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے عقائد کو براہ راست طور پر نشانہ تنقید بنایا گیا اور متذکرہ عقائد کو ہندوؤں کے عقیدہ سے مماثلت دی گئی بلکہ حضور ﷺ کے شان اقدس اور ان کی شخصیت کو ہندوؤں کے گرو' بدھ مت' زرتشتیوں اور کلدانیوں کے مذہبی رہنماؤں سے تشبیہہ دی گئی حالانکہ قرآن پاک نے واضح انداز میں ارشاد فرمایا۔

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین

(ترجمہ) بیشک تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔ (سورۃ المائدہ: آیت ۱۵)

یہاں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا۔ (تفسیر ابن جریر بحوالہ ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۴۵۳)

حضرت عبداللہ (ابن عباس) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے تحت مروی ہے:

"اللہ کے طرف سے تمہاری طرف نور آیا یعنی رسول اکرم ﷺ جن کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔" (تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲)

۱۵۔ امام بیضاوی' امام جلال الدین سیوطی' علامہ محمود آلوسی اور دیگر تمام مفسرین نے نور سے آپ ﷺ کی ذات اقدس ہی مراد لی ہے مگر مصنف نے اس ضمن میں کتاب کے صفحہ ۳۱ پر متذکرہ بالا آیت کے مفہوم کو اپنی پسند کے معانی پہنا دیئے اور اپنے انداز میں اس کی تشریح و توضیح درج کر دی حالانکہ ملزم نے امام فخر الدین رازی کا جو حوالہ اپنی کتاب میں درج کر رکھا ہے اس سے بھی امام رازی کی اولین ترجیح نور سے حضور ﷺ کی ذات اقدس ہی مراد ہے اس آیت کریمہ سے آپ ﷺ کے صحابہ کرام' آپ ﷺ کے سراپا اور حسی نور

ہونے پر استدلال فرمایا کرتے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میری ماں نے خواب دیکھا تھا" اس کی تفصیل بتاتے ہوئے حضرت عرباض نے فرمایا:

"حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی اے نبی ہم نے آپ ﷺ کو شاہد' مبشر' نذیر' اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے داعی اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔" (سورۃ المستدرک ۲: ۴۵۳)

"میں اپنی والدہ کا خواب ہوں۔ میری دنیا میں آمد کے موقع پر انہوں نے شام کے محلات میں اس نور کو دیکھا۔" (فتاوی مصریہ شیخ الاسلام امام ابن تمیہ صفحہ ۱۸۰)

ابن قیم نے اپنی کتاب زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۵۵۲ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار کے حوالے سے درج کیا ہے۔

وانت لما ولدت اشرقت ال

ارض و ضاء ت بنورك الافق

"یارسول اللہ ﷺ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے نور سے زمین روشن اور افق منور ہو گئے۔"

لیکن مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۱ پر ابن قیم کے حوالہ سے یہ ظاہر کیا ہے کہ ابن قیم نے اپنی کتاب زاد المعاد میں مختلف جھوٹی داستانوں کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ جبکہ متذکرہ بالا اشعار سے بادی النظر میں مصنف کے دلائل کی واضح انداز میں نفی ہوتی ہے۔

"ایران کے بادشاہ کسریٰ کے محل میں ٹھیک اسی وقت زلزلہ آیا جس وقت آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی اور اس زلزلہ سے اس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے اسی طرح ملک فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار سال سے نہ بجھی تھی سرد ہو گئی اور فارس کا ایک دریا ساوہ خشک ہو گیا۔" (سیرت خاتم الانبیاء بحوالہ سیرت مغلطائی نمبر ۵) مگر مصنف نے اپنی کتاب کے صفحات ۸۹۔۹۰ میں متذکرہ واقعات کو کذاب کی وضع کردہ کہانی بیان کیا

ہے۔

۱۶۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ بشر ہونے کے ساتھ ساتھ حقیقتاً نور بھی تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں شیخ رشید احمد گنگوہی کا قول ہے کہ متذکرہ بالا آیت میں نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات ہے نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو گواہ اور مژدہ سنانے والا اور ڈرانے والا' اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والے اور دوسرے کو نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ اگر کسی کو روشن کرنا انسان کے لئے محال ہوتا تو حضور پاک ﷺ کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو اولاد آدم علیہ السلام ہی میں ہیں مگر آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ہوتا ہے۔ (امداد السلوک ۱۵۷)

۱۷۔ ابن قطان نے اپنی کتاب "الاحکام" میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے۔ "یعنی میں نور تھا اور آدم علیہ السلام کی آفرینش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کریم کے حریم ناز میں باریاب تھا۔ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے عرض کیا "اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کی نبوت کب ثابت ہوئی۔ یعنی کب نبی بنائے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے اس شی کے بارے میں آگاہ فرمایئے جسے اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور کے شرف سے پیدا فرمایا۔" (المواہب ۱:۵۵)

متذکرہ بالا احادیث کی تصحیح و توثیق مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تصنیف نشر الطیب میں کر رکھی ہے۔

۱۸۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی لکھتے ہیں کہ "جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی

ﷺ تمام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں' افراد عالم میں سے کسی فرد کے پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ حضور ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔"(دفتر سوم ترجمہ مکتوب نمبر ۱۰۰ صفحہ ۲۶۶)

۱۹۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میرے پاس آنے والا آیا میں بیداری اور نیند کی درمیانی حالت میں تھی اس نے مجھے کہا کہ تمہیں علم ہے کہ تم اس امت کے سردار اور نبی ﷺ کی حاملہ ہو۔"

(نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض جلد اول صفحہ ۳۶۵)

۲۰۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث نمبر ۱۸۴۲ جلد اول بر صفحہ ۹۵ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "میں تمہاری طرح تھوڑا ہوں مجھے تو میرا پروردگار کھلا پلا دیتا ہے۔"

۲۱۔ متذکرہ بالا حوالہ جات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سراپا نور ہیں جو لباسِ بشریت میں تشریف لائے مگر مصنف اس سے انکاری ہے اور حضور ﷺ کو بشر ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے اور اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر رقم طراز ہے کہ "ایسی بے شمار آیات کی موجودگی میں کون سی ہستی یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ آپ ﷺ لباس بشریت میں نور تھے۔ ؟؟؟ یا باہر سے بشر اور اندر سے نور تھے کیا اللہ تعالیٰ کسی سے ڈرتے تھے (نعوذ باللہ) کہ حقیقت بیان کرنے سے گریز کرتے آخر اس دوغلے پن کی کیا ضرورت تھی ؟" کیا متذکرہ بالا طرز تحریر اور اسلوب نگارش حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم کے عین مطابق ہے ؟ اسی بات کا ہم نے بادی النظر میں جائزہ لینا ہے۔ متنازعہ کتاب کے مصنف نے حضور ﷺ کو بشر ثابت کرنے کے لئے جو واقعات درج کئے ہیں ان میں نماز میں حضور ﷺ کے بھولنے کے واقعات کو صفحہ ۴۹ پر بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نماز میں بھول گئے تھے۔ حالانکہ اصل صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ حضور ﷺ بھولتے نہیں تھے بلکہ بھلائے جاتے تھے کیونکہ اس بھولنے سے امت پر نعمت خداوندی کی تکمیل کرنا مقصود تھا تاکہ امتی نماز میں بھول جانے پر آپ

ﷺ کی اقتداء کر سکیں اور سجدہ سہو ادا کر سکیں۔ (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۲۸۶)

۲۲۔ یہی معنی اس حدیث منقطع کے ہیں جو موطا میں موجود ہے کہ "بے شک میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے راہ نکال دوں یا سنت قائم کر دوں" اس طرح حضور ﷺ کا نسیان احکام شرعیہ کی تعمیل اور امت کو مسائل شرعیہ کی آگاہی اور ان کے علم میں اضافہ کے لئے ہوتا ہے اور حضور ﷺ پر ایسی حالت کا واقع ہونا اتمام نعمت اور تبلیغ احکام کی زیادتی کا سبب بنتا ہے اور یہ کیفیت نقص کے اندیشہ اور طعن کے اسباب سے بعید ہے۔

(کتاب الشفاء (اردو) مؤلفہ ابو الفضل قاضی عیاض بن موسیٰ المالکی ترجمہ مولانا محمد اطہر نعیمی صفحہ ۲۵۷)

اس ضمن میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

سنقرئك فلا تنسٰى الا ماشاء اللّٰه

(ترجمہ) ہم خود آپ ﷺ کو پڑھائیں گے پس آپ ﷺ (اسے) نہ بھولیں گے بجز اس کے جو اللہ چاہے۔ (سورۃ الاعلیٰ آیات ۶،۷)

۲۳۔ مصنف نے صفحہ ۴۵ پر تحریر کیا "لیکن ایک وقت تھا کہ آپ ﷺ ان باتوں سے واقف نہ تھے۔"

یعنی بقول مصنف (نعوذ باللہ) حضور ﷺ ایک وقت میں نہ تو قرآن سے واقف تھے اور نہ ہی ایمان سے۔ حالانکہ انبیاء کرام کا ایمان سے آگاہ نہ ہونا کفر ہے مگر مصنف نے اس ضمن میں سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲ کا حوالہ دیا جبکہ اس کی تشریح اپنے طور پر درج کر دی حالانکہ انبیاء کرام قبل از نبوت اور بعد از نبوت بھی کفر سے معصوم ہوتے ہیں۔ (نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض جلد چہارم صفحہ ۳۶) مزید بر آں علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ انبیاء معصوم ہیں۔ (نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض ۳۸)

۲۴۔ یہ بات شرعاً عقلاً اور اجماعاً ثابت ہے کہ حضور ﷺ کا وقت بعثت سے غلط

بیانی اور جھوٹ سے قصداً اور بلا قصد منزہ و مبرا اور معصوم ہونا قطعی اور حتمی طور پر ثابت ہے'
ارتکاب کبائر سے محفوظ ہونا اجماعاً اور صغائر سے معصوم ہونا تحقیقی طور پر ثابت ہے۔
(کتاب الشفاء (اردو) مولفہ ابو الفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی ترجمہ مولانا اطہر نعیمی صفحات ۳۰۵'۳۰۴)

۲۵۔ ملزم / مصنف نے متذکرہ کتاب کے صفحہ ۶۲ پر بذیل عنوان قائم کیا کہ "آپ ﷺ نے ایک بے گناہ شخص کو زنا کے الزام میں سنگسار کرنے کا حکم دے دیا" اور متذکرہ واقعہ کی نسبت حدیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد یوں تحریر کیا کہ "قارئین اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟؟؟ اور تین سوالیہ نشان تحریر کر دیئے اور پھر تحریر کیا کہ "اگر اصل مجرم اقرار جرم نہ کرتا تو بے گناہ شخص کو رجم کر دیا جاتا" حالانکہ اکثر محدثین نے اپنی کتب میں اس روایت کو بیان کیا مگر کسی نے بھی ایسا گستاخانہ اور توہین آمیز عنوان قائم نہیں کیا۔ متذکرۃ الصدر واقعہ جامع ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں بھی مروی ہے جس کی سند اور متن پر کافی تنقید بھی کی گئی اور اسے نفس مضمون کے اعتبار سے علامہ ابن قیم نے بجا طور پر احادیث کے مشکل مسائل میں سے ایک کہا ہے؟ مصنف نے بادی النظر میں متذکرہ واقعہ کو جس پیرائے میں بیان کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ نے ایک بے گناہ شخص کو رجم کرنے کا حکم دے دیا تھا حالانکہ آپ ﷺ کا ظاہر واقعہ کے مطابق فیصلہ کرنا اللہ پاک کی حکمت کے عین مطابق تھا تاکہ امت کے لئے یہ سنت قائم ہو جائے حدیث پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ انی لا اقول الا حقا۔

(ترجمہ) قسم خدا میں حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔

آپ ﷺ کی ذات اقدس اس امر سے ماورٰی ہے کہ آپ ﷺ کسی بے گناہ کو سزا کا حکم جاری کریں کیونکہ یہ ظلم ہے اور نبی سے کسی کے حق میں ظلم کا صدور نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے عصمت نبوت پر حرف آتا ہے۔

۲۶۔ علاوہ ازیں ملزم نے کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۱ پر یہ درج کر رکھا ہے کہ احادیث

ساری کی ساری ظنی ہیں اور یہ بات علمائے احناف سے منسوب کی ہے حالانکہ احناف کا یہ اکٹھا نکتہ نظر نہیں ہے احناف کے نزدیک خبر متواتر قطعی الثبوت اور علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔

(اصول السرخسی جلد اول صفحہ ۲۸۴)

اس طرح ملزم نے احناف سے ایک ایسی بات منسوب کر کے جو ان کے رائے کے مغائر ہے علمی بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔

۲۷۔ مصنف متنازعہ کتاب کے صفحہ ۸۳ پر یوں رقم طراز ہوا "یہاں مختار کل کیا مختار جزو بھی کوئی نظر نہیں آتا جو کوئی جتنا بھی بڑا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اتنا ہی زیادہ محتاج اور محتاط ہے" دوران بحث جب ہم نے فاضل وکیل ملزم کی توجہ متذکرہ بالا الفاظ کی طرف مبذول کرائی تو انہوں نے بھی یہ بات تسلیم کی کہ انداز تحریر نامناسب ہے جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ کے اختیارات کو زیر بحث لاتے وقت بے حد احتیاط کی ضرورت ہے اور سر مو جنبش قلم سے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا امکان ہے حضور ﷺ کے بے پناہ اختیارات کی نسبت اس قدر ہی تحریر کر دینا ہی کافی ہوگا" حدیث پاک میں ہے کہ اس آیت کو لے کر (خازن جنت) بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے رضوان نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کہا یا محمد ﷺ رب العزت آپ کو سلام فرماتے ہیں اور یہ ایک صندوقچی ہے اور اس صندوقچی میں سے نور چمک رہا تھا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ھذا مفاتیح خزائن الدنیا (اس میں دنیا کے سارے خزانوں کی کنجیاں ہیں) آپ یہ لیں اس کی وجہ سے آپ کے آخرت کے اجر میں مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں ہوگی۔ حضور ﷺ نے جبرائیل کی طرف دیکھا گویا آپ ﷺ اس کی رائے پوچھ رہے ہیں۔ جبرائیل نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا یہ اشارہ کرنے کے لئے کہ آپ ﷺ تواضع اختیار کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یا رضوان لا حاجة لی فیھا الفقر احب الی وان اکون عبدا صابرا شکورا۔ "اے رضوان مجھے ان کی ضرورت نہیں مجھے فقر زیادہ پسند ہے اور مجھے یہ چیز زیادہ مرغوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا صابر اور شکر گزار بندہ

ہوں جس پر رضوان نے کہا "آپ کا یہ فیصلہ درست ہے اللہ آپ ﷺ کا ہے۔" (ضیاء القرآن جلد سوئم صفحات ۳۵۴۔۳۵۵ حوالہ سورۃ الفرقان آیت ۱۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے رب نے میرے سامنے یہ چیز پیش کی کہ میرے لئے مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دے میں نے عرض کیا لا یارب نہیں اے میرے مولا بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں (اور تیرا شکر ادا کروں) اور ایک دن بھوکا رہوں (اور صبر کروں)

(ضیاء القرآن جلد سوئم صفحہ ۳۵۵)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یا ایها الذین اٰمنوا استجیبوالله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان الله یحول بین المرء و قلبه و انه الیه تحشرون۔

(ترجمہ) اے ایمان والو لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول ﷺ بلائے تمہیں اس امر کے طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں اور خوب جان لو کہ اللہ (کا حکم) حائل ہو جاتا ہے انسان اور اس کے دل (کے ارادوں) کے درمیان بیشک اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔" (سورۃ الانفال آیت ۲۴)

۲۸۔ متذکرہ بالا آیت کی تشریح میں مفسرین نے امام بخاری کے حوالہ سے یہ روایت ذکر کی ہے حضرت ابی سعید ابن المعلی فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے یاد فرمایا۔ میں نماز ختم کر کے بعد میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ جب آپ نے اس غلام کو یاد فرمایا تو میں نماز پڑھ رہا تھا اب فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہو گیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابا سعید کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں پڑھا۔ استجیبوا لله وللرسول إذا دعاکم لما یحییکم. جس وقت تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائے فوراً حاضر ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری بحوالہ ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۴۰،۱۴۱)

۲۹۔ صاحب تفسیر مظہری نے بیان کیا کہ فقہائے کرام نے اس سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور ﷺ اسے بلائیں تو وہ حاضر خدمت ہو جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اجابة الرسول لا يقطع الصلوة.

(مظہری بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوئم صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱)

۳۰۔ حضور ﷺ نے فرمایا "مجھے چھ باتوں میں دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ ۱۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔ ۲۔ رعب سے میری مدد فرمائی گئی۔ ۳۔ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ ۴۔ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دے دی گئی۔ ۵۔ مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔ ۶۔ میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔" (ترمذی (ترجمہ اردو) جلد اول صفحہ ۵۶۴ ابواب الجہاد)

۳۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام وادی نمل سے تین میل کے فاصلہ پر چیونٹی کی آواز سن سکتے ہیں۔ (سورۃ النمل ۱۷ تا ۱۹) جبکہ حضرت عیسیٰ مٹی سے پرندے کی تصویر بنا کر اس میں پھونک مار کر زندہ کر دیتے تھے اور مادر زاد اندھے کو بینا کر دیتے تھے۔ (سورۃ العمران آیت ۴۹) اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کی رفتار کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے اختیار میں دے دیا تھا اور شیطان کو آپ کا ماتحت کر دیا تھا۔ (سورۃ ص آیات ۳۶ تا ۳۸)

۳۲۔ بقول حضرت علامہ پانی پتی کے اس سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مرتبہ حضور ﷺ سے بڑا ہے حضور ﷺ نے اپنی مرضی سے نبی ملک (بادشاہ) بننے کی بجائے نبی عبد بننا پسند فرمایا تو کیا حضور ﷺ (نعوذ باللہ) بقول مصنف ملزم مختار جزو بھی نہ تھے؟ جیسا کہ اوپر حدیث شریف میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو چھ باتوں میں دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی تھی اور آپ ﷺ نہ صرف رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے بلکہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء، افضل الانبیاء اور امام الانبیاء ہیں۔ صاحب قصیدہ بردہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب درختوں کو اشارہ کرتے ہیں تو وہ سجدہ کرتے ہوئے قدموں کے بغیر اپنے تنوں کے سہارے خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں۔

(ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۴۳)

۳۳۔ اللہ تعالیٰ نے حق کے خزانوں میں سے جو بھی آپ ﷺ چاہیں اس کی عطا پر آپ ﷺ کو قادر فرمایا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے آپ ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ آپ ﷺ جس چیز کو جس کے ساتھ خاص کرنا چاہیں کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی واحد گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا (اس کو بخاری نے روایت کیا) اور جس طرح آپ ﷺ نے ام عطیہ کو نوحہ کی رخصت عنایت فرمائی کہ خاص طور پر فلاں کی آل پر (اس کو مسلم نے روایت کیا) امام نووی نے کہا کہ شارع عموم میں سے جو چاہے خاص کر سکتا ہے اور آپ ﷺ نے ابی بردہ بن نیار کے لئے چھوٹے جانور کی قربانی کی رخصت عنایت فرمائی اور ابن سبع نے آپ ﷺ کے خصائص میں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو آپ ﷺ کے لئے خاص کر دیا ہے۔ اس میں سے آپ ﷺ جو جس کے لئے چاہیں عطا فرمائیں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ربیعہ مانگ۔ پس میں نے کہا کہ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں یعنی جنت میں میں آپ ﷺ کا رفیق ہو جاؤں کہ میں آپ ﷺ کا منظور نظر ہو جاؤں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۲ صفحہ ۳۲۳) متذکرہ بالا امور آپ ﷺ کے کامل صاحب اختیار ہونے کا بین ثبوت ہیں۔

۳۴۔ مصنف نے صفحہ ۸۵ پر حضور ﷺ کے گریہ کی منظر کشی کرتے ہوئے یوں تحریر کیا کہ "روتا تو وہی ہے جو دکھوں کا مارا ہو اور ان کے ٹالنے پر قادر نہ ہوا" اور صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کے اہل و عیال کی فاقہ کشی کی منظر کشی کرتے ہوئے یوں تحریر کیا "یہی حال فاطمہ کا ہے اور دیگر صحابہ کرام کا ہے۔ اگر آپ ﷺ ہی رزق تقسیم کرتے ہیں تو پھر اپنے اہل و عیال اور اکثر صحابہ کرام کے ساتھ ایسا رویہ کیوں روا رکھا؟" یہاں صرف اس قدر تحریر کر دینا ہی کافی ہو گا کہ آپ ﷺ کا فقر اضطراری نہ تھا بلکہ فقر اختیاری تھا قبل ازیں ہم سیدہ عائشہ سے منقول حدیث تحریر کر چکے ہیں جس میں آپ ﷺ نے

حضرت عائشہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔" (المرقات جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۱)

سورۃ والضحیٰ میں واضح ارشاد ہوا: ووجدك عائلا فاغنی

(ترجمہ) اور اس نے آپ ﷺ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔

قرآن پاک نے نہ صرف آپ ﷺ کو غنی قرار دیا بلکہ دوسروں کو غنی کر دینے والا بھی فرمایا ہے۔

وما نقموا منهم الا ان اغنٰهم اللّٰه و رسوله من فضله

(ترجمہ) اور نہیں خشمناک ہوئے وہ مگر اس پر کہ غنی کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے فضل و کرم سے۔ (سورۃ توبہ آیت ۷۴)

۳۵۔ مفسرین نے مندرجہ بالا آیت کی تفصیل میں یوں تحریر کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مالدار کر دے جس پر حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ ایک امیر شخص بن گیا۔

المختصر آپ ﷺ نے ظاہری زندگی اگر فقر میں گزاری تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ ﷺ مجبور تھے بلکہ آپ ﷺ نے اس حالت کو خود پسند فرمایا تھا۔ فقہاء نے تو یہاں تک تحریر کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس پر گزرنے والے مصائب کا تذکرہ کر کے شرم دلانے کی کوشش کرے یا وہ عوارض بشری جن کا صدور ذات نبوی ﷺ کے لئے جائز یا معہود ہو ان کی وجہ سے حضور ﷺ کی ذات کو حقیر جانے متذکرہ تمام امور اہانت و منقصت کے قبیل سے شمار کئے جائیں گے۔ (کتاب الشفاء (اردو) مولفہ ابو الفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی مترجم مولانا محمد اطہر نعیمی صفحہ ۳۷۳)

۳۶۔ مصنف نے حضور ﷺ کے علم الغیب کو نشانہ تنقید بناتے ہوئے جو حوالہ جات جمع کئے ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بقول مصنف حضور ﷺ نہ تو حاضر و ناظر تھے اور نہ ہی عالم الغیب اور اس نسبت بھی مصنف کا طرز تحریر بادی النظر میں قابل اعتراض اور

احتیاط کے پہلوؤں کو نظر انداز کئے ہوئے ہے اور متذکرہ معاملہ کی نسبت بھی مسلمانوں کے عقیدہ کو مصنف نے بادی النظر میں ہندوؤں' بدھ اور یہود و نصاریٰ کے اپنے اپنے راہنماؤں کے عقیدہ سے تشبیہہ دے رکھی ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۷۲) حالانکہ اس نسبت قرآن پاک نے واضح انداز میں ارشاد فرمایا: وما هو على الغيب بضنين۔

(ترجمہ) اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں۔ (سورۃ التکویر آیت ۲۴)

متذکرہ بالا آیت پر مولانا شبیر احمد عثمانی نے بذیل تفسیری حاشیہ تحریر کیا ہے:

"یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے' ماضی سے متعلق یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخیلی نہیں کرتا۔"

(تفسیر عثمانی صفحہ ۷۸۰ مطبوعہ سعودی عرب)

۷۳۔ یہاں یہ امر درج کر دینا عین مناسب ہو گا کہ مصنف نے بادی النظر میں یہ نظریہ قائم کرنے میں غلطی کھائی ہے کہ حضور ﷺ کو علم الغیب کسی طور پر حاصل نہ تھا جبکہ متعدد قرآنی آیات' احادیث مبارکہ اور فقہی کتب کی روشنی میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ ﷺ کا علم غیب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور ﷺ کس طرح عشرہ مبشرہ کو ان کی حیات میں ہی جنت کی خوشخبری سناتے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی خواتین کا سردار کیسے قرار دیتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کیونکر فرماتے کہ میں جنت میں بلال کے قدموں کی چاپ سنتا ہوں۔ اس ضمن میں ہمارے موقف کی تائید بذیل حوالہ سے ہو جاتی ہے۔ "جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضہ ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا جو انبیاء میں سے کسی دوسرے کو نہیں ملا۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۶۹۷)

۳۸۔ فاضل وکیل ملزم نے اپنے دلائل میں زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ

مصنف نے اپنی کتاب قرآن و حدیث کے حوالہ جات کی روشنی میں تصنیف کی ہے اس طرح اس کا معاملہ مزید تحقیق کا محتاج ہے اور سماعت مقدمہ کے وقت ہی یہ بات طے کی جاسکتی ہے کہ ملزم کی نیت کیا تھی اور کیا مندرجہ الفاظ توہین رسالت کے زمرہ میں آتے ہیں یا نہیں۔ ہمیں فاضل وکیل ملزم کی اس دلیل سے کسی طور بھی اتفاق نہیں ہے کیونکہ جیسے اوپر تحریر کیا جاچکا ہے کہ بادی النظر میں مصنف کا طرز تحریر' انداز نگارش اور اسلوب بیان اس احتیاط اور عزت و تکریم کے تقاضے پورے نہیں کرتا جو حضور ﷺ کی شان اقدس کے حوالے سے کسی بھی تحریر کے لئے مطلوب و مقصود ہے۔

۳۹۔ امام شہاب الدین خفاجی حنفی فرماتے ہیں "توہین رسالت ﷺ پر حکم کفر کا مدار ظاہری الفاظ پر ہے توہین کرنے والے کا قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا۔" (نسیم الریاض الشفا جلد چہارم صفحہ ۴۲۴)

۴۰۔ صحابہ کرام حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں معنوی توہین بھی برداشت نہ کرتے تھے جس کی مثال بذیل واقعہ سے ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک منافق امام مسجد کی گردن محض اس بات پر اڑا دی کہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ مذکورہ امام اپنی امامت کی قراءت میں صرف سورۃ العبس ہی پڑھتا تھا صرف اس بات پر حضرت عمر نے اس امام مسجد کے کفر پر استدلال کیا اور اس کی قوم کے سامنے اس کی اوقات واضح کردی کہ یہ ہے رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کا انجام۔ (روح البیان (اردو ترجمہ) فیوض الرحمٰن صفحہ ۳۰۱ پارہ ۳۰)

متذکرۃ الصدر واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان الفاظ کا استعمال جن سے حضور ﷺ کی گستاخی' اہانت و توہین اور تنقیص و تحقیر کی ہلکی سی بو آئے ان کو شان رسالت مآب ﷺ میں استعمال کرنا ممنوع ہے۔

۴۱۔ آپ ﷺ کی عظمت کا بیان تو در کنار اس کا ادراک و شعور اور فہم بھی ہمارے لئے ناممکنات میں سے ہے حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کا تعین کسی نبی کے لئے بھی ممکن نہیں۔ چہ جائیکہ کوئی عام انسان حضور ﷺ کے مقام کا تعین کرسکے حضور ﷺ نے ارشاد

فرمایا۔(ایکم مثلی) "تم میں سے کون ہے جو میری مانند ہے ؟"(ابیت عند ربی) "میں تو اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں۔"(ھو یطعمنی و یسقینی)"وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" ہمارے لئے یہ بیان کرنا کسی طور پر ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کی شب بسری کا تصور کر سکیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوتی ہے اس کے نوعیت اور کیفیت کیا تھی اور وہ کھلانا پلانا کس نوعیت کا تھا۔ متذکرہ تمام امور ہمارے شعور و اوراک سے بالاتر ہیں جب ان معاملات میں ہماری عقل اور سمجھ بوجھ عاجز ہے تو اس نسبت بیان کرنا بہت بڑی خطا ہے کیونکہ جب بھی ہم حضور ﷺ کے مقامات عالیہ کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کریں گے تو شدید خطرہ لاحق رہے گا کہ ہم کہیں حضور ﷺ کی توہین کے مرتکب نہ ہو جائیں اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جب ہم اس قابل نہیں کہ حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کو الفاظ کا جامہ پہنا سکیں اور وہ حق ادا نہ کر سکیں جو حضور ﷺ کی ذات عالی صفات سے منسوب ہے تو پھر ایسی تحریر حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ سے کم تر ہو گی اور یہی عمل توہین و اہانت رسول ﷺ ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے متذکرۃ الصدر ساری بحث کو دو اشعار میں سمو دیا ہے۔

یاصاحب الجمال و یا سید البشر
من و جھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی، قصہ مختصر

حضور ﷺ کی ذات اقدس اور صفات والا کا جتنا حق ہے وہ ادا کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہم اس مقام و مرتبہ کو بیان کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور اسی بات کو غالب نے خوبصورت انداز میں بذیل بیان کیا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بیزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

۴۲۔ مقدمہ ہذا دیگر دفعات کے علاوہ زیر دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات آزاد جموں و کشمیر میں بھی درج ہوا یعنی جو عمداً زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی یا بہتان طرازی بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کا ارتکاب کرے یا نام محمد ﷺ کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے وہ سزائے موت کا مستوجب ہوگا۔

۴۳۔ جب ہم متذکرہ بالا بحث و تمحیص کی روشنی میں متنازعہ کتاب کا بادی النظر میں جائزہ لیتے ہیں تو یہی امر سامنے آتا ہے کہ متنازعہ کتاب کی تصنیف سے بادی النظر میں نہ صرف مسلمانوں کے مذہبی عقائد مجروح ہوئے ہیں بلکہ اس سے حضور ﷺ کی تنقیص و اہانت کا پہلو بھی نکلتا ہے کیونکہ ۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔" (متفق علیہ)

۴۴۔ ہمیں فاضل وکیل ملزم کی اس دلیل سے بھی اتفاق نہیں ہے کہ سائل/ملزم جیل میں مقید رہ کر اپنا دفاع کرنے سے قاصر ہے مزید بر آں وہ گریڈ ۲۰ کا اعلیٰ آفیسر ہونے کے ناطے وہ ضمانت پر رہائی کا مستحق ہے۔ سائل نے جیل میں مقید رہنے کے باوجود اپنے تفصیلی بیانات تحریر کیے جو ریکارڈ کا حصہ ہیں سائل کو وکلاء کی خدمات بھی حاصل ہیں مزید بر آں محض اعلیٰ سرکاری ملازم ہونے کے ناطے سائل ضمانت پر رہائی کے لئے کوئی خصوصی استحقاق نہیں رکھتا کیونکہ سائل پر تنقیص رسالت مآب ﷺ جیسے جرم کے ارتکاب کا بھی الزام ہے جس میں سزا صرف موت مقرر ہے۔

۴۵۔ یہ امر بھی ہمارے زیر نظر ہے کہ درخواست ضمانت کے مرحلہ پر صرف رپورٹ ابتدائی' بیانات گواہان زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف' متنازعہ کتاب' ریکارڈ مقدمہ اور ملزم کی

جانب سے اختیار کئے گئے دفاعی نکات کا سرسری انداز میں جائزہ لینا ہے اور واقعات مقدمہ کی گہرائی میں جائے بغیر ضمانت کے معاملہ کو یکسو کرنا ہے۔ ہماری اعلیٰ عدالتوں نے وقتاً فوقتاً یہی اصول وضع کر رکھا ہے کہ واقعات مقدمہ کی گہرائی میں جا کر ضمانت کے معاملہ کو پرکھنا مناسب نہیں ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ قرارداد بھی وضع کر رکھی ہے کہ عدالت کے لئے اس تمام مواد کا طائرانہ انداز میں جائزہ لینا ازبس ضروری ہے کیونکہ عدالت ایسا کئے بغیر اور متذکرۃ الصدر معاملات کا جائزہ لئے بغیر ہوا میں فیصلہ کرنے کی مجاز نہ ہے اس تناظر میں ہم نے متنازعہ کتاب میں درج چیدہ چیدہ واقعات کا سرسری انداز میں جائزہ لینا ضروری سمجھا ہمارے متذکرہ موقف کی تائید فیصلہ عنوانی زائد پارس وغیرہ بنام سرکار ۱۹۹۵ء سپریم کورٹ ریکارڈ صفحہ ۱۰۴ سے ہو جاتی ہے جس میں بذیل اصول وضع ہوا۔

We have heard the repective contentions of the learned counsel for the parties and persued the record made available with care including the police diaries. At the very out set it may be pointed out that at bail stage it is neither permissible nor desirable to make a deep scrutiny or minute study of the evidence on record. At the same time the cuorts are not expected to make an order n vacuum. The courts of law are supposed to make a tentative assessment of the F.I.R., statements of P.WS. recorded under section 161 CR.P.C., The recovery evidence, The defence plea if any and other circumstances and facts of the case and to reach a conslusion whether in the given circumstances the accused are entitled to the concession of bail or not.

اسی طرح مقدمہ عنوانی محمد نسیم خان بنام سرکار ۱۹۹۵ء سپریم کورٹ ریکارڈ صفحہ ۷۲۳ جس میں بذیل قرارداد صادر کی گئی۔

We may also take note of the fact that at the stage of bail matter it was the obligation of the trail court and the shariat court to look into the first information report, The statments recorded under section 161 CR.P.C., The medico-legal report, The evidence recorded by the trial court and the defence plea if anyk, we are not ignorant of the fact that at the stage of bail the close scrutiny and deep appriciation of evidence is not permissible, however, its tentative assessment not prohibited. After all the courts are not supposed to pass and order on bail application in the air but on the basis of material and data available.

۴۶۔ حالات وواقعات مقدمہ کے پیش نظر فاضل ضلعی فوجداری عدالت میر پور نے اپنے اختیار تمیزی کا درست و صحیح استعمال کیا ہے جو درخواست ضمانت کو یکسو کرنے کے معروف قانونی اصولوں کے عین مطابق ہے' جس میں ہم مداخلت کی کوئی گنجائش محسوس نہیں کرتے' اس طرح فیصلہ عدالت ماتحت بحال رکھا جانا منشاء قانون و تقاضائے انصاف ہے کیونکہ مسئول / ملزم پر بادی النظر میں ایک ایسے جرم کے ارتکاب کا الزام ہے جس کی سزا صرف موت ہے۔

۴۷۔ یہاں یہ امر درج کر دینا بھی ضروری ہو گا کہ متذکرہ بالا قرارداد محض درخواست ضمانت کو یکسو کرنے کی خاطر صادر کی گئی ہے۔ عدالت سماعت کنندہ اس سے کسی

طور بھی متاثر ہوئے بغیر بوقت سماعت اپنے تیئں نتائج اخذ کرنے کی کاملاً مجاز ہو گی۔

ہم نے فاضل برادران جسٹس سردار محمد نواز خان اور جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ کے فیصلہ جات کا بغور مطالعہ کیا ہے تاہم مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ہم فاضل برادر جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ کے حکم وفیصلہ سے اتفاق کرتے ہیں۔بنابریں نگرانی سائل / ملزم قابل اخراج ہے۔

جج

حکم عدالت:

نگرانی متدائرہ سائل / ملزم اکثریتی فیصلہ کی بناء پر خارج کی جاتی ہے۔

جج

مرزا گستاخ کی رہائی کے لئے اس
کے حامیوں کی سر توڑ
کوشش کے باوجود مرزا گستاخ
کی درخواست ضمانت مسترد ہونے پر

پریس نوٹ :- جو موقر جرائد و اخبارات میں شائع ہوا۔ (جلالی)

متنازعہ کتاب "مقام نبوت" کے مصنف پروفیسر زاہد حسین مرزا کی درخواست ضمانت مسترد کر دی گئی

متنازعہ کتاب "مقام نبوت" کے مصنف پروفیسر زاہد حسین مرزا کی درخواست ضمانت مسترد کر دی گئی ہے۔ آزاد جموں و کشمیر شریعت کورٹ کے فاضل جج جسٹس افتخار حسین بٹ نے اکیس ۲۱ صفحات پر مشتمل تفصیلی فیصلہ میں قرار دیا کہ بادی النظر میں ملزم کے خلاف پایا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تحریر کے ذریعے نہ صرف دیگر فرقوں کے مذہبی عقائد و جذبات کو مجروح کیا ہے بلکہ اس نے اپنی تصنیف میں ایسے الفاظ' طنزیہ فقرے اور تشبیہات تحریر کی اور ایسا سوالیہ انداز اپنایا جس سے حضور ﷺ کی شان اقدس کی اہانت و تنقیص اور توہین کا گمان ہوتا ہے۔ فاضل جج نے متعدد قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے یہ قرارداد صادر کی کہ قرآن کریم نے ہر مقام پر آقائے دو جہاں ﷺ کی عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم کا پاس و لحاظ رکھا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پورے قرآن پاک میں کسی بھی مقام پر حضور ﷺ کو ذاتی نام سے نہیں پکارا جبکہ دیگر انبیاء علیہ السلام کو ان کے ذاتی ناموں سے مخاطب فرمایا مثال کے طور پر اے آدم' اے نوح' اے ابراہیم' اے موسیٰ' اے عیسیٰ ابن مریم' اے داؤد' اے ذکریا اور اے یحییٰ (علیہم السلام) مگر جب حضور ﷺ کو مخاطب کرنے کا وقت آیا تو آپ ﷺ کو ذاتی نام کے بجائے مختلف صفات اور القابات سے نوازا گیا اور کبھی یاایھا النبی' یاایھا

الرسول کے ذریعے یاد فرمایا گیا اور کبھی یاایھا المدثر' یاایھا المزمل' طٰہٰ اور یٰسین کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ گویا حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم قرآنی آیات کی تعمیل ہے۔ فاضل جج نے قرآن پاک کے متعدد حوالہ جات سے یہ اصول واضح کیا ہے کہ قرآن پاک نے حضور ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں تک کو پست رکھنے کی ہدایت کی ہے اور یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ کیونکہ حضور ﷺ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں سوائے اس وحی کے جو ان کو کی جاتی ہے۔ اس طرح قرآن پاک اہل ایمان کو نہ صرف حضور ﷺ کے ادب و احترام کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اہل ایمان کو اطاعت رسول ﷺ کا پابند بناتا ہے اور اطاعت رسول ﷺ کو اطاعت الٰہی قرار دیتا ہے۔ اس طرح اطاعت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہر ہر قدم پر حضور ﷺ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا جائے کیونکہ آپ ﷺ کی بے ادبی بارگاہ الوہیت میں بے ادبی تصور ہو گی اور جب بھی کوئی مسلمان ایسی بے ادبی کا مرتکب ہو گا تو اس کا ایمان باقی رہے گا اور نہ ہی اس کا عمل۔ علماء کرام نے حضور ﷺ کو ذاتی اسم گرامی سے پکارنے کو بھی مکروہ جانا ہے۔ قرآن پاک نے تو حضور ﷺ کے متعلق ذو معنی اور موھم تحقیر الفاظ کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے اور ایسے الفاظ جن کے استعمال سے حضور ﷺ کی اہانت و تنقیص کا معمولی سا شائبہ یا وہم تک بھی ذہن میں پیدا ہو تو ایسے الفاظ کا استعمال قطعاً جائز نہیں اور اس حقیقت سے آگاہی کے بعد بھی اگر کوئی فرد اس کا ارتکاب کرے تو اس کا یہ عمل شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی و اہانت کے مترادف ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ فاضل جج نے مزید قرارداد اس طور صادر کی کہ حضور ﷺ کی ذات' حیثیت اور ان کے اختیارات کو زیر بحث لاتے وقت بے حد احتیاط کی ضرورت ہے اور سر مو جنبش قلم سے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا امکان ہے۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ بادی النظر میں مصنف کا طرز تحریر انداز نگارش اور اسلوب بیان اس احتیاط اور عزت و تکریم کے تقاضے پورے نہیں کرتا جو حضور ﷺ کی شان اقدس کے حوالہ سے کسی بھی تحریر کے لئے مطلوب و مقصود ہے۔ کیونکہ بقول امام شہاب الدین خفاجی حنفی "توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہری الفاظ پر ہے۔" فاضل جج نے واضح انداز میں یہ اصول

بھی رقم کیا کہ حضور ﷺ کی عظمت کا بیان تو درکنار اس کا ادراک و شعور اور فہم ہمارے لئے ناممکنات میں سے ہے حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کا تعین کسی نبی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی عام انسان حضور ﷺ کے مقام کا تعین کر سکے اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حضور ﷺ کے مقامات عالیہ کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ ہم اس قابل نہیں اور شاید خطرہ لاحق رہے گا کہ ہم کہیں حضور ﷺ کی توہین کے مرتکب نہ ہو جائیں اس لئے وہ حق ہم ادا نہ کر سکیں جو حضور ﷺ کی ذات عالی صفات سے منسوب ہے تو پھر ایسی تحریر حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ سے کم تر ہو گی اور یہی عمل توہین و اہانت رسول ہے۔

فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرآن آیات' احادیث مبارکہ' تفسیر ابن عباس' تفسیر عثمانی' ضیاء القرآن' معارف القرآن' المستدرک' فتاویٰ مصریہ' امداد السلوک' المواہب' المرقات' روح البیان اور متعدد فقہی کتب کے حوالہ جات تحریر کئے اور قرار دیا کہ بادی النظر میں ملزم کی تصنیف سے نہ صرف مسلمانوں کے مذہبی عقائد مجروح ہوئے بلکہ اس سے حضور ﷺ کی تنقیص و اہانت کا پہلو بھی نکلتا ہے اور ملزم نے بادی النظر میں ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی سزا صرف موت ہے۔ جس بناء پر درخواست ضمانت ملزم مسترد کیا جانا ہی منشاء قانون اور تقاضائے انصاف ہے۔

یاد رہے کہ اس سے قبل شریعت کورٹ آزاد جموں و کشمیر کے فاضل جج صاحبان جسٹس سردار محمد نواز خان اور جسٹس حسین مظہر کلیم شاہ کے مابین اختلافی فیصلہ صادر ہونے کی بنا پر مقدمہ جسٹس افتخار حسین بٹ کے سپرد کیا گیا تھا' جنہوں نے بھی ملزم کی درخواست مسترد کر دی اس طرح اکثریتی فیصلہ کی بناء پر ملزم بدستور پابند سلاسل رہے گا۔ استغاثہ کی جانب سے ریاض عالم ایڈووکیٹ اور نذیر احمد غوری ایڈووکیٹ نے پیروی مقدمہ کی۔ سرکار کی طرف سے محمد مشتاق چوہدری ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پیش ہوئے۔ جبکہ ملزم کی طرف سے راجہ بشیر احمد خان ایڈووکیٹ نے اپنے دلائل دیئے۔

فطرت کے تقاضے

مرشد اقبال حضرت عارف رومی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

سگ وظیفه خود بجا می آورد
مه وظیفه خود برخ می گسترد

ترجمان دو قومی نظریہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور شاہیں کا جہاں اور

گستاخ کے بارے میں سپریم کورٹ آزاد کشمیر کا

مقدس اکثریتی فیصلہ جو کہ عدل وانصاف پر مشتمل بھی ہے

اور فیصلہ کنندگان کی بصیرت کی منہ بولتی تصویر بھی۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حمایت

میں ہونے والے اس فیصلہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ (عزو

جل) کشمیر کو امن وآزادی کی دولت سے مالا مال فرمائے گا۔

نیز جن صاحبان کو حقیقت تک رسائی نہیں ہو سکی

اللہ تعالیٰ (عزوجل) ان کو بھی بصیرت اور فکر مستقیم

سے نوازے گا۔

فیصلہ کے اہم اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

SUPREME COURT OF AZAD JAMMU AND KASHMIR

Appellate jurisdietion

PRESENT:

Mr. Justice Sardar Said Muhammad Khan.C.1

Mr. Justice Basharat Ahmad Shaikh.

Mr.Justic Muhammad Uunus Surakhvi.

Criminal Appeal No. 26 of 1999.

(filed on 30.11.1999)

Proffessor Zahid hussain mirza,

S/o Fazal Hussain Mirza,

Caste Jarral, r/o House No.66-A,

Sector C/3, Mirpur.

APPELLANT

VERSUS

1 The state.

2 Muhammad Bashir Mustafvi,

S/o Hassan Din, caste Gujar,

Khateeb Jamia Masjid Madina,

Sector C/2,Mirpur,

RESPONDENTS

DECISTION OF JUSTICE MOHAMMAD YUNUS SURAKHVI

Thus, I have reached the conclusion that there are prima-facie reasonable grounds for believing that the accused appellant is quilty of an offence under section 295 (c) penal Code, for which the sentence provided is a death and in cases where the accused is connected with an offence, the punishment of which is death, the grant of bail is an exception while the refusal is a rule, My aforesaid view is fortified by the reported cases titled Haji Rehmatullah and another vs. The state [1979 P.Cr.L.J. 36] and Ghulam Nabi vs. Ahmad Hussain and 2 others [1980 P.Cr.L.j. 446]

DECISION OF JUSTICE BASHARAT AHMAD SHAIKH.J.

I have dispassionately gone through the book more than once, I have kopt in mind that the author is a Profeesor and aslo that there are some fatwas in his favour, but I am unable to resist the conclusion that while making his own comments, after quoting verses from Holy Quran, Ahadis and some learnes commentators, the author has used language, tone and arguments which tend to show disrespect to the sacred

name of the Holy Prophet (Peace be upon him). Reading of the book shows that instead of expressing his views in respectful and serene language the author has used language and tone from which it appears as if he was writing about an ordinary human being rather than about the exalted and sacred person of the Holy Prophet (Peace be uopn him). The language adopted by the author, punctuated with multiple question marks, appears to be bordering on insult. In my tentative opinion for the purposes of bail, this may amount to an offence under section 295-C of the Penal Code.

Therfore I agree with my learned brother Mr. Muhammad Yunus Surakhvi, J. that this appeal be dismissed.

ORDER OF THE COURT.

In light of majority view, the appeal stands dismissed,

Mirpur

25.2.2000

2. Muhammad. Bashir Mustafvi.

S/o Hassan Din. Caste Gujar.

رفعت مقام نبوت عدلیہ آزاد کشمیر کے فیصلوں کی روشنی میں

جسٹس محمد یونس سرکھوی اپنے بصیرت افروز فیصلہ میں لکھتے ہیں

تاہم میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سائل / ملزم کا جرم ایسی دفعہ 295/C پینل کوڈ کے تحت آتا ہے جس میں مجرم کے لئے سزائے موت مقرر کی گئی ہے اور جس جرم میں ملزم کو سزائے موت دی جاتی ہے اس میں ضابطہ کے مطابق تو ضمانت مسترد ہی ہوتی ہے کیونکہ اس میں ضمانت کی گنجائش ہی نہیں میرے پیش کردہ نقطہ ء نظر کی تصدیق مزید کے لئے حاجی رحمت اللہ اور غلام نبی کے درج کردہ فیصلوں کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو کہ 1979ء پی سی آر ایل جے 36 اور 1980 پی سی آر جے 446 میں محفوظ ہیں۔

سپریم کورٹ کے جسٹس جناب بشارت احمد شیخ اپنے حقیقت رقم فیصلہ میں لکھتے ہیں

میں نے نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ متنازعہ کتاب کا ایک سے زائد مرتبہ مطالعہ کیا ہے

اور دوران مطالعہ یہ بات بھی میرے پیش نظر رہی ہے کہ مصنف ایک

پروفیسر ہے اور اسے چند فتووں[1] کی حمایت بھی حاصل ہے اور میں بلا تامل اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ

مصنف نے قرآن واحادیث اور کئی فاضل مفسرین کے حوالہ جات نقل کئے ہیں لیکن ان حوالہ جات کو نقل کرنے کے بعد جو اپنا تبصرہ کیا ہے اس میں ایسی زبان' ایسا لہجہ اور ایسے دلائل استعمال کئے ہیں جس سے رسول اللہ ﷺ کے نام اقدس کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

مطالعہ ء کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے مودبانہ انداز اور مہذبانہ زبان استعمال کرنے کی بجائے ایسی زبان اور ایسا لہجہ اختیار کیا ہے جیسے وہ ایک عام آدمی کا ذکر کر رہا ہے جبکہ وہاں پر رسول کریم ﷺ کی مقدس و محتشم ذات مراد ہے۔

(دوران) تحریر) متعدد سوالیہ نشانات کے ساتھ مصنف نے جو زبان استعمال کی ہے اس سے توہین مترشح ہوتی ہے۔

ضمانت کے بارے میں میری محتاط اور مضبوط رائے وہی ہے جو 295-C جرم کے تحت لکھی گئی ہے۔

اسی لئے میں اپنے فاضل برادار جناب محمد یونس سرکھوی سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس اپیل کو مسترد ہونا چاہئے۔

عدالت کا فیصلہ

اکثریتی فیصلے کے مطابق اپیل مسترد کی جاتی ہے

سپریم کورٹ آزاد کشمیر

میرپور بنچ

25 فروری 2000ء

---

[1] فتووں کی حقیقت کے بارے میں اسی کتاب کے صفحات ملاحظہ کریں

مرزا گستاخ کی کتاب کے منظر عام پر آنے سے علمی حلقوں میں ارتعاش پیدا ہو گیا اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ میں ہلچل مچ گئی۔ ایک استفتاء مرتب کر کے ملک بھر کے نامور مفتیان عظام کی خدمت میں ارسال کیا گیا جس کے جواب میں ملت اسلامیہ کے ذمہ دار علماء اور قلم و قرطاس کے تقدس کے محافظ اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کے دل و جان سے فدائی مفتیان عظام دامت برکاتھم نے اس کی خوب طرح سے خبر لی اور گستاخ کی کفریہ عبارات پر رواں تبصرہ فرمایا سر دست جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف کے مفتی و استاذ الحدیث علامہ اصغر علی رضوی زید مجدہ کا فتویٰ پیش خدمت ہے قبلہ مفتی صاحب کے شکریہ کے ساتھ آنجناب کے قلم مبارک رقم سے مزید بیش بہا جواہرات مترشح ہونے کی امید پر اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

(جلالی)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الجواب منه الهداية والصواب الحمد للّٰه الذى خلق الانسان و نزل علٰى حبيبه القرآن و استودع فيه تفصيل كل مايكون وما كان

والصلٰوة والسلام على من خلق من نور ربه و ارضٰى ممن ارتضاهم الرحمٰن وهو المختار فى كل حين وآن ۔ وقال اللّٰه تعالٰى فى شانه العظيم شاہداً و مبشرا و سراجاً منيراً فى القرآن و علٰى آله و صحبه الذين سعدوا مناہج الصدق والايقان ۔ واعتقدوا ان توقير نبينا ﷺ روح الايمان ۔ اللهم انصر من نصر دينك يا ديان ۔ واجعل نصيب من خذل دينك خذلاناً فى الدنيا وفى الاخرة واجعل مقعده النّيران۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد و انتہا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب مکرم ﷺ کی محبت

کو دلوں میں جگہ دینے والے طبقہ اہل السنۃ و الجماعۃ میں شامل فرمایا اور نبی کریم رؤف رحیم۔ نور مجسم۔ شفیع معظم۔ احمد و اکرم۔ اعظم و اعلم ﷺ کے غلاموں میں رکھا اور آپ کی ذات مقدسہ مطہرہ کے بغض و عناد رکھنے والے بے ادب و گستاخ لوگوں سے ہمارے دلوں کو نفور بخشا۔

چند دن ہوئے میرپور شہر کے ایک کالج کے پروفیسر مسمی زاہد کی ایک کتاب بنام مقام نبوت نظر سے گذری اور اس کے متعلق مجھ سے فتویٰ طلب کیا گیا کہ اس کتاب کے مصنف کے متعلق ازروئے شرع کیا حکم ہے۔ کتاب دیکھی تو اس کا انداز تحریر دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس کے انداز سے بدتر ہر جملہ رسول معظم ﷺ اور آپ کے مخلص خدام سے بغض و عناد کا مظہر ہے اور کتاب بے شمار کفریات سے پر اور کذب و افترا و بد دیانتی کا طومار ہے۔ پھر مصنف اپنے زعم میں مصلح۔ دیندار۔ مسلم' اسلام کا مبلغ اور اسلام کا ٹھیکیدار ہے۔ واقعی وہ بحکم حدیث پاک زاہد ہے۔ جس کا اعمال نامہ برائیوں سے بھرا اور نیکیوں سے خالی ہے۔

اس کتاب میں اتنی دریدہ دہنی سے نبی کریم ﷺ کی تنقیص نشان کی گئی ہے کہ شاید آج تک غیر مسلم اقوام کی حکومتوں کے زیر سایہ کسی غیر مسلم نے بھی یہ جراءت نہ کی ہو گی۔ اس پر بالاستعیاب تبصرہ کرنے کو نہ وقت ہے اور نہ مجھ جیسے انسان کو ہمت ہے۔ البتہ چند ایک قابل اعتراض عبارات پر کچھ صفحہ قرطاس پر رقم کرتا ہوں۔ گمراہی پر اتحاد کی ایک جھلک کے عنوان سے جو کچھ تحریر کیا اس میں لکھتا ہے۔ چونکہ وہ برابر نیکی و بھلائی کا پیکر تھا۔ لہذا انسان نہیں بلکہ دیوتا بھگوان۔ فرزند باری تعالیٰ اور نور من نور اللّٰہ تھا۔ جو لباس بشریت میں انسانی رہنمائی کے لئے آیا۔ چنانچہ آج تک دنیا کی کسی بھی قوم نے اپنے انبیاء و رسل اور ہادی و مصلح کو انسان تسلیم نہیں کیا۔

کچھ اقوام۔ ہندو۔ چینی و ایرانی اقوام کا ذکر کر کے کہتا ہے۔

مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ جن کے ایک فرقے کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ان کا جسم نورانی تھا۔

ایک فرقے کے نزدیک وہ سراپا نور ہیں جو لباس بشریت میں تشریف لائے عالم الغیب کائنات کے ذرے ذرے کو جاننے والے۔ حاضر و ناظر۔ مختار کل اور قاسم رزق یعنی مخلوق خدا کو رزق پہنچانے والے۔ (یہی عقیدہ ہندوؤں کا ہے)

اس عبارت میں مسلمانوں کی اکثریت کو یہود و ہنود اور مجوس و بدھ مت کے ماننے والوں کے ساتھ ملایا گیا ہے اور گمراہ' گمراہ کن قرار دیا ہے جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کا راستہ ہدایت کے لئے معیار مقرر فرمایا اور اس کے خلاف راستہ اختیار کرنے والوں کو جہنمی قرار دیا۔ اللہ جل و علا ارشاد فرماتا ہے۔

ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساء ت مصیرا۔

اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کی راہ کو معیار ہدایت قرار دیا اور اس راستہ پر استقامت کی تلقین فرمائی اور انعام یافتہ طبقوں کو نبیوں۔ صدیقوں۔ شہداء۔ و صالحین سے بیان فرمایا ارشاد الٰہی ہے۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم ﴿تیسری جگہ﴾ اولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین و حسن اولئک رفیقاه۔

جبکہ اس کتاب میں انبیاء و رسل کے علاوہ باقی تین طبقوں کو گمراہی کا سبب قرار دیا =

لیکن ہمارے مذہبی پیشوا قرآن کو تعویذ گنڈوں اور جنوں بھوتوں کے چکر میں ڈال کر نفس پرستی میں مصروف رہے۔ جس سے امت مسلمہ کا ذہنی ارتقاء تیرھویں صدی عیسوی کے اندھیروں میں بھٹک کر رہ گیا۔ مسلمانوں کی اکثریت آج بھی جادوگروں اور نوسربازوں کے چنگل میں جکڑی ہوئی ہے یہ بشریت کا ذلیل ترین مقام ہے ایسے ہی انسانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال قبل کہہ دیا تھا کہ ان کے دل۔ کان۔ آنکھیں تو موجود ہوتے ہیں

لیکن وہ ان سے کام نہیں لیتے لہذا یہ انسان نہیں۔ حیوان ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

اس عبارت میں مسلمانوں کی اکثریت کو کافر قرار دیا حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ علیکم بالسواد الاعظم۔ یداللّٰہ علی الجماعة

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار۔ ابن ماجه عن انس (رضی اللہ عنہ)

لاتجتمع امتی علی الضلالة و یداللّٰہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار۔ ترمذی عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما۔

نور و بشر کی بحث میں حدیث نور سے انکار کرنے کے لئے جو تمہید باندھی اس میں لکھا کہ شاہ ولی اللہ نے کتب احادیث کے چار طبقات بیان کئے اور پہلے دو کو کسی حد تک قابل استناد قرار دیا اور تیسرے اور چوتھے طبقہ کی کتابوں کو فصیح عربی دان وضاع لوگوں کی ایسی اختراع قرار دیا کہ اہل علم افراد امت کو بھی احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ میں امتیاز ناممکن ہو گیا۔ ان میں مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق کو بھی مسترد کرنے کی سعی نا مشکور وناکام کی۔

اس میں درپردہ تمام احادیث سے انکار کیا اور الزام حضرت شاہ ولی اللہ پر عائد کیا۔ جس سے اس کے بغض باطنی کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسری تیسری صدی کے محدثین پر یہ طعن ایک ہزار برس گزر جانے کے بعد شاہ ولی اللہ پر منکشف ہوا۔ اس سے پہلے کسی نے انہیں وضاع نہ کہا۔

یہ حضرات امام بخاری و مسلم کے استاذ ہیں یا اساتذۃ الاساتذۃ اور انہوں نے اپنی صحیحین میں بہت سی روایات کی سند میں انہیں بیان کیا۔ تو اس طرح بخاری و مسلم جو پہلے طبقہ میں شمار ہوئیں وہ بھی قابل استناد نہ رہیں۔

نیز شاہ ولی اللہ ان حضرات کو کیسے ضعیف و وضاع کہتے جبکہ خود اسی حدیث نور کو اپنے رسالہ۔ عقد الجید۔ میں مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے نقل کرتے اور اس سے استناد

کرتے ہیں۔

مرزازاہد گستاخ کے شیخ اکبر اشرف تھانوی جس کے نقش پا پر چلتے ہوئے مرزازاہد گستاخ جھنم کی وادی ہاویہ کی گہرائی میں اس سے پہلے گرنے کے لئے کوشاں نظر آتا ہے۔ نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب کی ابتداء آپ ﷺ کے نور مبارک کی تخلیق کے بیان سے کی اور پہلی فصل کی ابتداء اسی حدیث پاک سے کی۔

کسی کتاب کے طبقہ اولیٰ میں نہ ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اس کی ہر حدیث نا قابل استناد ہے۔ بلکہ اس کی سند دیکھی جائے گی اور محدثین کرام کی متعین کردہ شرائط کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اگر کسی کتاب میں بہت سی احادیث ضعاف موجود ہوں اور کچھ شرائط کے مطابق درجہ صحت کو پہونچیں تو وہ ضرور صحیح قرار پائیں اور قابل حجت ہوں گی۔

پھر حدیث نور کو رد کرنے کے لئے کہتا ہے کہ یہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ کہ قرآن کریم آپ کو بشر بیان کرتا ہے اور یہ حدیث پاک اللہ تعالیٰ کے نور سے نور ہونا بیان کرتی ہے۔ اس جاہل کو اپنی جہالت کے سبب حدیث پاک کا مفہوم ادراک نہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے عدم تعلق بلکہ عداوت و بغض کے سبب آپ کی عظمتِ شان گوارا نہ ہوئی تو حدیث پاک سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس کا مطلب بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جسم کا حضور ﷺ ایک جز ہیں اور یہ غلط ہے۔

کیا قرآن کریم میں ایسی ہی عبارت موجود ہو تو اس کا بھی گستاخ مرزا انکار کر دے گا آیئے میں بتاؤں کہ قرآن کریم میں اس سے بھی بڑھ کر موجود ہے۔ جس میں شیطان کے بندوں کو خلجان و ہیجان واقع ہو۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ واذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ جب میں حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تیار کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب ان کے لئے ساجد ہو جاؤ۔ دیکھئے حدیث پاک میں تو فرمایا گیا۔

یاجابر ان اللہ خلق قبل کل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔

آپ نے نور کو خلق کے ساتھ متعلق کیا جس نے الوہیت کے تمام شکوک رفع کر دیئے۔ جبکہ آیت کریمہ میں وہ ۔ من ۔ اور مضاف الیہ۔ ہ۔ جس کا مرجع ذات باری اور مضاف روح جو بالکل نور ہی کی طرح ہے اور مزید بر آں یہ کہ نفخ کی نسبت ذات باری کی طرف ہے جس کے لئے بظاہر منہ پھپھڑا اور پیٹ کا اثبات ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے ماننا کفر ہے۔ تو کیا مرزا اس آیت کریمہ کا منکر ہوگا۔

ہاں ہاں! مرزا گستاخ آیت کریمہ کا منکر ہے۔ بلکہ تمام قرآن کریم کا انکاری ہے۔

سنئے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۱ پر کہتا ہے۔ کیونکہ احادیث ساری کی ساری ظنی ہیں اس ایک جملہ سے مرزا گستاخ نے تمام دین کو ناقابل اعتبار قرار دے کر مسترد کر دیا۔ اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے دین اسلام کا اصل الاصول اپنی کتاب قرآن کریم کو ٹھہرایا اور قرآن کریم کی قرآنیت کو فرمان نبوی ﷺ کے ساتھ متعلق فرمایا جس جملہ کو آپ نے فرمادیا یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے تسلیم کیا اور اسی طرح تابعین و تبع تابعین و متاخرین مسلمانان عالم نے اپنے سے پہلے افراد امت کے بیان پر اعتبار کر کے اسے قرآن مانا۔

جب قرآن کریم کا ثبوت حضور ﷺ کے قول مبارک پر ہوا اور وہ یقیناً حدیث قولی ہے تو قرآن پاک سے استدلال کی صحت ان احادیث نبویہ پر موقوف ہوگی جو قرآنی آیات کا قرآن ہونا ثابت کرتی ہیں۔ اگر وہ تمام احادیث مبارکہ ظنی ہوں تو قرآن پاک کا ثبوت بھی ظنی ہوگا اور جو قرآن کریم کو نہ مانے اس کا منکر ہو جائے مرزا گستاخ کے نزدیک وہ کافر نہیں قرار پائے گا۔ جب قرآن پاک کتاب خداوندی ہونے میں مظنون ٹھہرا تو اسکی ہر آیت ظنی ہوگی پھر گستاخ کے لئے آیت کریمہ سے کسی قطعی عقیدہ کے لئے یا کسی عمل کو فرض قطعی قرار دینے کے لئے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس طرح مرزا سومناتی [۱] ہر آیت قرآنی کا منکر ہر حرام و ہر فرض قطعی کے متعلق حکم خداوندی۔ فرمانِ نبوی ﷺ۔ اجماعِ امت سے روگردانی کی وجہ سے کافر قرار پائے گا۔ لہذا اس کے اس ایک جملہ سے اس ناہنجار و

[۱] حاشیہ صفحہ آئندہ پر ہے

نابکار پر ہزاروں کفریات لازم آتے ہیں۔

شرح نخبۃ الفکر میں ہے المتواتر و ھو المفید للعلم الیقینی

نور الانوار میں ہے۔ قال الجصاص انہ (المشھور) احد قسمی المتواتر فیفید علم الیقین و یکفر جاحدہ کالمتواتر علٰی

ما مر اور جمہور علماء اصول کے نزدیک خبر مشہور کا درجہ خبر واحد سے بلند اور خبر متواتر سے کم ہے اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔ جبکہ متواتر کا منکر کافر ہے۔

علم غیب کی نفی میں اس بے حیائی اور ڈھٹائی سے تحریر کی کہ جو آیات مبارکہ صریحاً علم غیب کا حصول نبی کریم ﷺ کے لئے ازروئے عطائے ربانی ثابت کرتی ہیں وہ بھی نفی کے طور پر بطور دلیل پیش کیں۔ مثلاً سورہ انعام کی آیت مبارکہ تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ماکنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا کو علم غیب کی نفی کے لئے لایا۔ حالانکہ یہی آیت کریمہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم غیب عطا ہونے کی دلیل ہے۔ اس میں فرمایا گیا کہ وہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔ جنہیں اس سے پہلے نہ آپ جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم کو علم تھا۔

اگر ان اخبار غیب کے بتا دینے سے بھی علم نہ آیا تو من قبل ھذا کے الفاظ کا کیا فائدہ ہوا یہ کلام خداوندی میں الفاظ بے فائدہ ہوئے اور کلام الٰہی کو ناقص ٹھہرایا۔

پھر اتنا فرمایا جاتا کہ ان کا آپ کو کوئی نہ پہلے علم تھا نہ اب ہے۔

لہ مرزا گستاخ "سومناتی" کے نام سے بھی مشہور ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہندوستان کے مشہور بت کدہ "سومنات" کے پجاری بھی متواتر کو مفید قطعیت نہیں مانتے (فواتح الرحموت ص ۱۱۱) اور مرزا "سومناتی" بھی انہیں کے نقش قدم پر چل کر متواتر کو مفید قطعیت نہیں مانتا۔ (جلالی)

اگر جبریل امین کے وحی لانے اور سناد ینے سے علم نہیں آتا۔ تو یہ صرف علم غیب نہیں بلکہ مُطّلع (اطلاع دینے والے) علم کا انکار ہے اور سوال یہ ہے کہ جو حضرت جبریل امین وحی لاتے ہیں۔ اس سے جو کچھ حضور ﷺ کو حاصل ہوتا ہے وہ کیا ہے اگر علم نہیں تو پھر نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم کی ایک بھی آیت کا علم نہ ہوا اور یہ ظلمات بعضها فوق بعض کے مطابق کئی کفریات و جہالتیں ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے فرمایا و علمک مالم تکن تعلم کیا آپ اس سے پہلے غیب جانتے تھے یا نہیں۔ اگر جانتے تھے تو آپ کو علم غیب ہونا ثابت ہوا۔ اگر نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے میں نے وہ علم دیا جو میرے محبوب نہ جانتے تھے اور مرزا گستاخ کہے نہیں دیا تو اس میں سچا کون ہے ؟ ضرور خداوند کریم سچا اور مرزا گستاخ جھوٹا ہے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمادیا۔ آپ کو تو حکم دیا گیا ہے اے حبیب کریم مجھ سے سوال کیا کرو۔ رب زدنی علماً اور آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں۔ کل نبی یجاب ۔ ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ کیا اس سے اللہ تعالیٰ نے کچھ علم عطا فرمایا یا نہیں ؟ اگر جواب نفی میں ہو تو بتائیے رب ذوالجلال حکیم و علیم نے یہ کام اپنے حبیب پاک معلم حکمت سے کیوں کرایا اور حدیث پاک سچی یا جھوٹی معاذاللہ : نیز قرآن کریم میں ہے وانہ لقول رسول کریم عند ذی العرش مکین۔ تو قرآن کریم آپ کے پاس جبریل امین لائے تو اس میں لا الہ الا اللّٰہ اور محمد رسول اللہ کے جملے بھی ہیں کیا جبریل امین کے یہ خبر دینے سے آپ کو علم آیا یا نہیں اگر نہیں تو جو رسول اللہ ﷺ کے لئے علم توحید و رسالت کا منکر ہو اسے ایمان کہاں سے حاصل ہوا؟

مقام غور ہے کہ مرزا گستاخ کو اس کے باپ ماں یا استاد کچھ سنائیں تو اسے سن کر علم حاصل ہو مگر رسول اللہ ﷺ کو جبریل علیہ السلام قرآن پاک سنائیں پھر بھی علم حاصل نہ ہو۔ حواس کے ذریعہ جو کچھ بھی مرزا سومناتی چکھے' سونگھے' سنے یا لمس سے محسوس کرے۔ اسے جو کچھ حاصل ہو وہ علم ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ چیزیں علم کو مفید نہیں۔ معاذ اللّٰہ برا ہو اس عداوت کا جس نے اس حد تک اندھا کر دیا جہالت کی اندھریوں میں بغض و عناد کی بیڑیوں نے ایسا جکڑ لیا کہ اس سے نکلنا محال ہو رہا ہے اور آفتاب و

ماہتاب کی روشنی سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

ایک اور دلیل دی۔ قل لا قول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک

تو یہ آیت مبارکہ بھی علم غیب کی نفی پر کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ درمیانہ جملہ ' ولا اعلم الغیب ' مقولہ ہے اور اس سے دعویٰ علم غیب کی نفی ہے۔ کسی چیز کا دعویٰ نہ کرنے سے اس کی نفی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو فرمادیں کہ میں نے تمہارے سامنے رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے لئے مجھ سے دلیل طلب کرو۔ جو تم لوگ دلائل مانگتے ہو وہ رسالت کو تسلیم کرنے کے لئے نہیں لہذا تمہیں ان مطالبات کا جواب ان کے پورا کرنے سے نہیں دیا جائے گا یعنی جب میں نے نہ تو کہا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں کہ تم مجھسے مال دینے کا مطالبہ کرو اور نہ کہا کہ میں غیب جانتا ہوں کہ تم منڈیوں کے مستقبل میں ہونے والے اشیاء کے بھاؤ مجھ سے پوچھو اور نہ ہی فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا کہ میرے کھانے پینے پر اعتراض کرو۔

اگر اسے مقولہ نہ بنایا جائے اور خبر تسلیم کریں تو سوال یہ ہے کہ یہ فعل مضارع ہے جو حال کے معنی میں حقیقت ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ میں اس وقت نہیں جانتا تو زمانہ مستقبل میں علم غیب نہ ملنے کی اس میں کونسی دلیل ہے۔ کوئی نہیں بلکہ جیسے زمانہ مستقبل میں آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا ہوئیں جس پر حدیث پاک اوتیت مفاتیح خزائن الارض شاہد ہے اسی طرح آپ کو علم غیب بھی عطا ہوا۔ جو حدیث پاک فعلمت مافی السموات والارض سے واضح ہے۔

اگر اس سے مراد بطور مجاز زمانہ مستقبل میں علم غیب نہ ملنے کا بیان ہو تو یہ بھی ایک بات کا زمانہ مستقبل کے متعلق علم ہے اور اسی کو علم غیب کہتے ہیں۔

اصل میں ان مسائل میں امت مسلمہ کی اکثریت کے عقائد اپنے ذہن فاسد سے اختراع کر کے ان پر بہتان وافتراء کیا گیا ہے تاکہ اپنے شیخ نجدی کی طرح ان کو مشرک قرار دے کر ان کے مال جان اور خون کو مباح تصور کر کے ان کے خون میں ہاتھ رنگے جائیں اور

ان کے مال کو مال غنیمت بنایا جائے۔ ورنہ امت مسلمہ نبی کریم ﷺ کو نہ ذات باری تعالیٰ کا شریک قرار دیتی ہے نہ صفات باری میں بلکہ مسلمان تو اللہ تعالیٰ کی صفات اور مخلوق کی صفات میں کئی طرح سے فرق جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کسی کی محتاج نہیں جبکہ سب موجودات اپنے وجود میں بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ قدیم (ازلی و ابدی) اور اس کی صفات بھی قدیم ہیں اور تمام موجودات اور ان کی صفات حادث ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام موجودات کی ذوات و صفات کا خالق ہے اور وہ سب مخلوق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو کوئی صفت کسی اور نے عطا نہیں کی جبکہ مخلوقات کو جو کچھ ملا وہ سب عطائے ربانی ہے۔

لہٰذا جو مخلوق کی صفت ہے قدرت۔ علم شہادت یا علم غیب۔ حیات۔ کلام۔ ارادہ وغیرہ

اگر اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح مانے تو وہ آدمی مشرک ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی صفت باری تعالیٰ میں مخلوق کے کسی فرد کو معمولی سا شریک جانے یا اس شرکت کو ممکن تصور کرے تو وہ بھی مشرک ہے۔

اگر اتنے فرق رکھتے ہوئے مخلوق کی صفت علم کا نام علم غیب ہو جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں جیسے اللہ تعالیٰ موجود۔ سمیع۔ بصیر۔ علیم۔ خبیر۔ کلیم۔ قدیر۔ قوی و عزیز۔ حفیظ ہے اور ان میں سے کئی الفاظ مخلوق کے لئے قرآن کریم میں وارد ہوئے جیسے انسان کے لئے فرمایا۔ فجعلناہ سمیعاً بصیرا

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا جو ممکن۔ حادث۔ محدود۔ مخلوق ہے اور یہ عطاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر فضل عظیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا علم۔ واجب۔ قدیم۔ غیر متناہی۔ غیر مخلوق ہے اور کسی نے اسے نہیں دیا اور یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے =

= مافرطنافی الکتاب من شیئی

وتفصیل الکتاب لاریب فیه من رب العلمین =
ولکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیئی =
ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئی =
وکل شیئی فصلناہ تفصیلاً =
تفسیر خازن میں فرمایا تفصیل کل شیئی یحتاج الیه من الحلال والحرام و الحدود والاحکام و القصص والمواعظ والامثال وغیر ذالک مما یحتاج الیه العباد فی امر دینهم و دنیاهم۔ نیز فرمایا۔
کل شیئی تفتقرون الیه من امر دینکم و دنیا کم قدبیناه بیانا شافیاً واضحاً غیر ملتبس اور بعض مفسرین نے صرف امور دینیہ کے بیان پر اقتصار کیا اور یہ بھی تفسیر خازن کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی نے علم کو دو قسم بیان کیا ایک قسم علوم دینیہ اور دوسری غیر دینی فرماتے ہیں۔ والدینیة علم العقائد والاعمال ۔ اما علم العقائد فمعرفة اللّٰه تعالٰی و ملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر۔
اما معرفة اللّٰه تعالٰی فمعرفة ذاته و صفات جلاله و صفات اکرامه و معرفة افعاله و احکامه و اسمائه۔
وعلم الاعمال اما علم الفقه واما علم تصفیة الباطن۔
تو اس میں علم مایکون ہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور احکام و افعال و اسماء تمام کی معرفت علم عقائد کا ایک حصہ ہوا تو یہ دینی احکام و شرائع میں شامل ہوا اور فرماتے ہیں۔
فی کل ذرة ذرة آیات باهرة علٰی وجوده عزاسمه وعلٰی علمه وعلٰی قدرته وعلٰی حکمته و کل شیئی فی العالم مظهر لصفة من صفاته اواسم من اسمائه جلت آیاته ففی کل شیئی علوم جمة من علوم ذاته و صفاته و اسمائه و افعاله۔
جب ہر ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلیل اور اس کی قدرت و علم وغیرہ صفات کا

مظہر ہوا تو ہر ذرہ کا علم جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی علوم دینیہ میں شامل ہوا جس کو سب مفسرین کرام نے حضور ﷺ کے لئے ثابت کیا۔ وللّٰہ الحمد۔

غرضیکہ اس دریدہ دھن گستاخ ملعون نے کفریات کا مجلہ مرتب کیا اور مرتد و واجب القتل ٹھہرا۔ شفاء شریف میں حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

قال محمد ابن سخنون ۔ اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺ المنتقص له کافر و الوعید جار علیه بعذاب اللّٰه تعالٰی ۔ علامہ شامی نے منحة الخالق میں فرمایا شفاء شریف میں حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابوبکر بن المنذری ۔ اجمع عوام اهل العلم علٰی ان من سب النبی ﷺ ۔ یقتل۔

ومن قال ذالک ۔ مالک بن انس ۔ واللیث و احمد و اسحق وهو مذهب الشافعی رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم قال القاضی ابوالفضل وهو مقتضٰی قول ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه عنه ولا تقبل توبته عند هٰولاء و بمثله قال ابوحنیفة و اصحابه والثوری و اهل الکوفة والاوزاعی فی المسلم لکنهم قالو هی ردة

هذا ماعندی واللّٰه تعالٰی اعلم و
صلی اللّٰه علی حبیبه محمد وآله و صحبه
و حزبه و اولیاء ملته و علماء امته اجمعین
کتبه اصغر علی رضوی مفتی جامعه
محمدیه نوریه رضویه بهکهی شریف
ضلع منڈی بہاؤالدین
۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

اصل صورت حال اور مقدمہ کی نوعیت اور گستاخ کی عیاری و مکاری کا جائزہ لینے کے بعد ہم آپ کو گستاخ کے حامیوں کے انداز فکر اور رسالت مآب ﷺ کے ساتھ ان کے تعلق کی جھلک دکھانا ضروری سمجھتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے شائع کردہ فتاویٰ جات اور پمفلٹ پیش خدمت ہیں۔

ایک موقع پر ۲ ورقی پمفلٹ بنام مقام نبوت ﷺ

مصنف پروفیسر زاہد حسین مرزا

حقائق سے پردہ اٹھتا ہے

شائع ہوا جو کہ من وعن حاضر خدمت ہے

اس پمفلٹ میں دیگر کئی امور کے علاوہ انہوں نے مولوی عبدالرحمٰن اشرفی جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتوی نقل کرنے میں روایتی بددیانتی اور یہودیت سے کام لیتے ہوئے درج ذیل جملہ ذکر نہیں کیا۔

بیماری کی وجہ سے میں کتاب کا پوری طرح مطالعہ نہ کر سکا احقر عبدالرحمٰن اشرفی

اسی طرح مولوی یوسف آف پلندری کا فتوی نقل کرتے ہوئے شروع کے یہ الفاظ ہضم کر گئے کہ کتاب کے جستہ جستہ مقامات کا بغور مطالعہ کیا ہے مصنف کی رائے سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر۔۔۔۔(جلالی)

"مقام نبوت ﷺ"

مصنف پروفیسر زاہد حسین مرزا

.... حقائق سے پردہ اٹھتا ہے!

1- پروفیسر زاہد حسین مرزا کی کتاب مقام نبوت کے منظر عام پر آنے کے بعد بعض حضرات نے جس طرح سے اسے توہین رسالت مآب ﷺ قرار دیا اور انتظامیہ نے مستند

علماء سے مشورہ کئے بغیر جس جلد بازی میں اس پر کارروائی کرتے ہوئے پروفیسر صاحب کو جیل بھیج دیا' اس نے پہلے دن سے اس ساری کارروائی کو مشکوک بنادیا تھا!

2- مگر پھر بھی الزام کی سنگینی کے پیش نظر شہر کے علماء کرام نے اس معاملے پر تفصیل سے غور کیا۔ تاکہ اگر کہیں سچ مچ توہین رسالت ہوئی ہے تو سب علماء کرام مشترکہ طور پر مصنف کے خلاف کارروائی کریں۔

3- لیکن مستغیث مقدمہ .... کی فرقہ وارانہ شہرت چونکہ عام ہے' اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ کتاب کا مطالعہ کیا جائے اور جید علماء کرام سے کتاب کے بارے میں فتویٰ لیا جائے تاکہ الزام کے غلط یا صحیح ہونے کا اندازہ ہو سکے۔

4- کتاب کے مطالعے کے بعد مقامی علماء کرام کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ کتاب مذکور میں نہ صرف یہ کہ گستاخی رسول ﷺ کا کوئی پہلو نہیں نکلتا بلکہ پیغام مصطفیٰ کی تشریح اور مقام مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت کے بارے میں شبہات کے ازالے کی ایک علمی کوشش کی گئی ہے اور کتاب میں بیان کردہ مضامین دراصل جمہور اہلسنت والجماعت ہی کے عقائد ہیں' جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔

5- چنانچہ شہر بھر کے علماء کرام کے ایک بڑے وفد نے شہر کو فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی سے پہلے مولانا عبدالغفور صدیقی اور قاری محمد اعظم کی قیادت میں ڈپٹی کمشنر میرپور کو اصل صورتحال سے آگاہ کیا۔ جنہوں نے وفد کے سامنے واضح طور پر تسلیم کیا کہ پولیس سے اس مقدمے کے اندراج میں جلد بازی ہوئی ہے اور ہم فی الفور اس زیادتی کا ازالہ کریں گے۔ لیکن یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا!!!

6- اسی دوران ملک کے جید علماء کرام

۱۔ مولانا محمد یوسف (پلندری) رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر و امیر جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر۔

۲۔ مولانا محمد یونس اثری' (مظفر آباد) رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر۔

۳۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر' (لاہور) چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی مذہبی امور سینٹ آف پاکستان۔

۴۔ مولانا فضل ربی۔ (اسلام آباد) مہتمم اسلامک سنٹر فیصل مسجد ودعوۃ اکیڈمی انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔

۵۔ مولانا ضیاء اللہ۔ (گجرات) ناظم اعلیٰ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان......

نے کتاب کے مستند ہونے کے حق میں فتویٰ دے دیا اور کہا کہ اس کتاب میں کوئی چیز قرآن وسنت کی تعلیم کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی اس میں نعوذ باللہ توہین رسالت ﷺ کا کوئی پہلو موجود ہے۔

7- ان واضح فتووں اور کتاب کے حق میں مقامی علماء کی آراء کے باوجود انتظامیہ یہ بے بنیاد مقدمہ خارج کرنے سے گریز کر رہی ہے اور آزاد کشمیر کی ایک معروف علمی اور تحقیقی شخصیت جس کی ساری زندگی قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کرنے میں گزری ہے' کو پابند سلاسل رکھے ہوئے ہے۔

اس ساری صورتحال نے محرکین مقدمہ اور انتظامیہ کے کردار کے بارے میں چند سنجیدہ سوالات کھڑے کر دیئے ہیں!

1- کیا قرآن وسنت کی صحیح تشریح وتوضیح کرنے پر کسی صاحب ایمان پر توہین رسالت کا مقدمہ قائم کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر یہ الزام غلط ثابت ہو جائے تو مقدمہ کے محرکین کی سزا کیا ہونی چاہئے؟

2- جید علماء کرام کے کتاب کے حق میں فتوے آجانے کے باوجود محض چند فرقہ وارانہ شہرت کے حامل افراد کی رائے پر اعتبار کر کے کیا کسی مسلمان کو زبردستی شاتم رسول ﷺ قرار دیا جا سکتا ہے؟ جبکہ مصنف خود بھی اس الزام کی اعلانیہ طور پر تردید کر رہا ہو............؟

3- کتاب میں مذکورہ قرآن وحدیث اور مستند حوالوں کو پروفیسر زاہد مرزا کے اقوال قرار دے کر لوگوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے اور کفر کے فتوے لگانے کو فرقہ پرستی کے

علاوہ کون سانام دیا جاسکتا ہے ؟اور اس عمل سے دین کی کونسی خدمت کی جارہی ہے ؟

4- پاکستان و آزاد کشمیر کی تاریخ میں کسی راسخ العقیدہ مسلمان پر پہلی بار توہین رسالت ﷺ کا بے بنیاد مقدمہ قائم کرنے سے پہلے مستند علماء سے رائے نہ لینا ضلعی انتظامیہ کے کس کردار کی نشاندہی کرتا ہے ؟

5- مندرجہ بالا تمام حقائق اور کتاب کے حق میں فتوے آجانے کے باوجود انتظامیہ کے پاس پروفیسر زاہد مرزا کی گرفتاری کا کیا جواز ہے ؟

ہمارے مطالبات

1- ناموس رسالت ﷺ کے مقدس قانون کو ذاتی عناد' بہتان تراشی اور فرقہ وارانہ مقاصد کے لئے استعمال کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے !

2- پروفیسر زاہد مرزا کے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد مقدمہ خارج کر کے انہیں فوری طور پر رہا کیا جائے۔

3- ضلعی انتظامیہ بالخصوص S.S.P میرپور طاہر قریشی کو...... ا۔ فرقہ پرستی کو ہوا دینے۔ ۲۔ حکام بالا اور اخبارات کو غلط رپورٹنگ کرنے۔ اور ۳۔ پیشہ وارانہ نااہلیت برتنے پر ملازمت سے برطرف کیا جائے اور قانون کے مطابق سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی سرکاری اہلکار جہاد آزادی کے پرامن بیس کیمپ میں فرقہ واریت کی سرپرستی کی جرأت نہ کر سکے !

4- اس سارے معاملے کی انکوائری کسی اعلیٰ عدالتی کمیشن سے کروائی جائے۔

کتاب مقام نبوت ﷺ کے بارے میں ملک بھر کے جید علماء کے فتوے

1- "اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے مصنف پر کفر وارتداد کا فتویٰ لگایا جائے۔ اس بارے میں جن حضرات نے مصنف مذکور کو قابل مواخذہ قرار دیا ان کا کردار انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے۔ اس بارے میں انتظامیہ کی جلدبازی اور بغیر کسی تحقیق یا فیصلہ کے تعزیراتی دفعات کا لگانا جو قطعاً مصنف پر لاگو نہیں ہوتی' قابل افسوس ہے۔

مولانا محمد یوسف رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر

2- ''مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی رکن اسلامی نظریاتی کونسل کا بیان مبنی بر اعتدال ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔''

مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور

3- ''کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ قرآن وحدیث کے سیدھے اور سادے ترجمہ پر مبنی درست عقائد کو توہین رسالت سے تعبیر کرے'...... یہ کہنا انتہائی غلط بے بنیاد اور حقیقت کے منافی ہوگا کہ مصنف نے کسی بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقہ سے توہین رسالت کے قبیح جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر ایسی کتابوں کو توہین رسالت کے زمرے میں لانے کا سلسلہ شروع ہو گیا تو شاید خدانخواستہ قرآن وحدیث کے سادہ ترجمہ پر بھی پابندی لگانا پڑے گی۔''

سینیٹر ساجد میر چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور سینٹ آف پاکستان

4- ''ماشاءاللہ ضروری مسائل دیجیہ پر مشتمل تحقیقی کتاب ہے مصنف کی محنت قابل قدر ہے۔ کتاب کی زبان صاف ستھری اور انداز محققانہ ہے۔ نور وبشر کی تحقیق اور علم غیب پر کی گئی بحث ہر بات اکابر کے حوالہ جات اور قرآنی براہین کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عنایت فرمائیں۔

مولانا ضیاءاللہ ناظم اعلیٰ اشاعت توحید والسنّت پاکستان

4- ''میں نے پروفیسر زاہد حسین مرزا کی کتاب مقام نبوت کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ پروفیسر زاہد حسین مرزا آزاد کشمیر کے اندر ایک تحقیقی اور علمی شخصیت کے مالک ہیں' ان کی اس کتاب سے کسی قسم کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں نکلتا جو خدانخواستہ گستاخی کے زمرہ میں آتا ہو...... 'مقام نبوت کتاب میں آپ ﷺ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے' وہ درست ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے.......... پروفیسر صاحب آزاد کشمیر پبلک سروس کمیشن جیسے انتہائی اہم ادارہ کے سیکرٹری رہ چکے ہیں اور آزاد کشمیر کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ ان پر اس کتاب کی بنیاد پر کسی قسم کا تشدد و تکلیف' انتہائی غیر اخلاقی ہے۔''

مولانا محمد یونس اثری رکن اسلامی نظریاتی کونسل مظفر آباد

5- ''ہم نے کتاب مقام نبوت کا مطالعہ کیا ہے اس میں قطعاً ایسی کوئی تحریر موجود نہیں جس سے گستاخی رسول ﷺ کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ یہ سراسر بہتان ہے۔''

۱۔ پروفیسر عبداللطیف انصاری ریٹائرڈ سیکرٹری حکومت آزاد کشمیر

۲۔ پروفیسر نورالصمد فاضل دارالعلوم دیوبند

۳۔ پروفیسر محمد مرتضٰی پرنسپل ریٹائرڈ

۴۔ سردار محمد اعظم ایڈووکیٹ فاضل علوم شرعیہ سعودی عرب

۵۔ پروفیسر محمد رفیق قریشی پرنسپل ریٹائرڈ

۶۔ پروفیسر نورالحسن فدا فاضل ریاض یونیورسٹی سعودی عرب

۷۔ مولانا عبدالغفور خطیب و مہتمم جامعہ صدیقیہ میرپور

۸۔ مولانا قاری اعظم خطیب جامع مسجد B/3

۹۔ مولوی عبدالصمود میرپوری فاضل مدینہ یونیورسٹی

۱۰۔ محمد علی خضر۔ پرنسپل اسلامک فاؤنڈیشن کالج A/5

نوٹ :- یہ افسوس ناک بات بھی ذہن نشین رہے کہ گستاخ کا سارا کیا دھرا رویس الخوارج مفتی رویس خان ایوبی ضلع مفتی میرپور کی انگخت پر مبنی ہے مگر وہ اس مرحلہ پر پسِ پردہ چلے گئے۔ یا للعجب (جلالی)

ایک نازک پہلو

کچھ لوگوں کی ایک مخصوص تاریخ ہے جو کہ تضادات کا مرقع اور نفسانی خواہشات کا مرکب ہے۔ جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے

نمبر ۱ انگریز کے خلاف جہاد کو ناجائز بھی کہتے رہے پھر جنگ آزادی کے ہیرو بننے کی کوشش میں لگ گئے۔

نمبر ۲ انگریز سرکار سے وظیفہ بھی لیتے رہے اور دشمنی کا دم بھی بھر رہے ہیں۔

نمبر ۳ میلاد شریف کی محافل میں شرکت بھی کرتے رہے اور بدعت کا فتویٰ بھی جاری کرتے رہے۔

نمبر ۴ میلاد شریف کے جلوس کی قیادت بھی کی اور ناجائز بھی ٹھہرایا۔

نمبر ۵ فتاوی رشیدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے منکر کو تحفظ بھی فراہم کیا اور اب کافر کافر کی گردانیں بھی کر رہے ہیں۔

نمبر ۶ یک روزہ' امداد السلوک اور نشر الطیب وغیرہ کتب میں نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا اقرار بھی کیا اور انکار پر بھی کمر بستہ ہیں۔

نمبر ۷ تبلیغی نصاب و قصائد قاسمی میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ و فریاد بھی کی اور شرک بھی کہہ رہے ہیں۔

ایسے بے شمار امور ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا ظاہر و باطن معلوم کیا جا سکتا ہے۔

مرزا زاہد گستاخ کے بارہ میں علماء دیوبند و غیر مقلدین کے فتوے بھی یہی پرانی تاریخ دھرا رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی مشہور درس گاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولوی عبدالرحمٰن اشرفی (جو کہ ختم قل و ختم چہلم کی محافل میں بڑی رغبت سے شرکت کرتے ہیں اور تعو

فروشی کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں) کے دو فتوے پیش خدمت ہیں کہ جناب والا ایک فتوی میں مولوی یوسف دیوبندی آف پلندری آزاد کشمیر کی تائید کرتے ہوئے مرزا گستاخ کی اعلانیہ حمایت کررہے ہیں اور دوسرے فتوے میں جامعہ اشرفیہ کے مفتی حمید اللہ کی تائید کرتے ہوئے مرزا گستاخ کو گنہگار ٹھہرارہے ہیں اور اس کی سرکوبی کررہے ہیں۔

بالفاظ دیگر گستاخ کی کتاب کی ایک دیوبندی نے حمایت کی ہے اور دوسرے نے مخالفت اور مولوی عبدالرحمٰن اشرفی اس حامی دیوبندی کے بھی موید ہیں اور مخالف دیوبندی کے بھی اسے کہتے ہیں کہ یہ عظیم مسند دین اور فتوی کی مسند نہیں رہی بلکہ بازیچۂ اطفال اور مسخرۂ دجال بن چکی ہے علماءِ خوارج دیوبندی وغیر مقلدین کی تاریخ اسی دورنگی کے اردگرد گردش کررہی ہے اور یہ لوگ اسی مکاری کے سبب زندہ ہیں جب کہ اس چیز کو ختم کرنے کا نام اخلاص وایمان ہے اور اس کو حصول مراد کا ذریعہ بنانا فریب دہی اور منافقت ہے حدیث بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تجد من شرار الناس یوم القیامۃ ذا الوجہین کہ تو قیامت کے دن دو مونہوں والے کو بدترین لوگوں کی صف میں کھڑا پائے گا جو ان کے ساتھ ایک منہ سے ملتا ہے اور دوسروں کے ساتھ دوسرے منہ سے (بخاری شریف ص ۵۸۱ ج ۱۰ فتح الباری میں اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں ایک میں ہے۔

من شر خلق اللہ کہ مخلوق خدا میں بدترین مخلوق ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کے دنیا میں دو منہ ہوں گے قیامت کے روز اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

اشرفی صاحب کے دستخط کے ساتھ امین بیت المال پنجاب بھی لکھا ہوا ہے جب کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

لاینبغی لذی الوجہین ان یکون امینا کہ دو مونہوں والا (منافق)

اس لائق نہیں کہ وہ امین بن جائے۔ (فتح الباری ص ۵۸۲ ج ۱۰) واضح رہے کہ حضور اکرم ﷺ نے خوارج کے متعلق یہی فرمایا ہے کہ

ھم شر الخلق و الخلیقۃ کہ وہ انسانوں اور جانوروں میں سے سب سے زیادہ بدترین مخلوق ہیں اور دو مونہوں والے کو بھی شر الناس فرمایا جس کا واضح نتیجہ نکل رہا ہے کہ مولوی عبدالرحمٰن اشرفی کے دو منہ ہیں جس کو حدیث شریف میں خارجی اور منافق قرار دیا گیا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح حدیث نجد۔ جلالی)

جامعہ اشرفیہ کا

پہلا فتویٰ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

درج ذیل مسائل کے بارے میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱ ایک شخص کہتا ہے کہ احادیث مبارکہ ساری کی ساری ظنی ہیں۔ ل

مسئلہ نمبر ۲ یہ بھی کہتا ہے کہ اصول فقہ کی کتب میں احناف کا یہ مسلمہ اصول ہے۔

مذکورہ دونوں مسئلوں کے قائل کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حکم سے مطلع فرماکر عند اللّٰہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ل جیسا کہ مرزا گستاخ نے "مقام نبوت" نامی کتاب کے ص ۱۴۱ پر لکھا ہے۔

اس شخص کا یہ کہنا کہ احادیث مبارکہ ساری کی ساری ظنی ہے غلط ہے احادیث متواترہ تو بالاجماع قطعی ہیں اور اخبار آحاد بھی جب محتف بالقرائن ہو جاتی ہیں وہ بھی مفید للیقین بن جاتی ہیں وبمثله اجابوا مماكان يرد على اهل قباء حيث استدارو الى الكعبة فى صلوا تهم بخبرا لواحد مع ان قبلتهم كانت ثابتة بالقاطع فلم يكن التحول عنها جائزالهم الا بالقاطع ولم يوجد غير خبر الواحد و حاصل الجواب انه كان عندهم خبر من قبل ان النبى ﷺ يحب ان يوجه الى البيت وانه يقلب وجهه فى السماء طمعافى الوحى وان ربه سيسارع الى مايرضاه حتى اذا جاء هم ممن و ثقوا به واحتف خبر بالقرائن اذعنوا به و علموا ان ربه ولاه وحصل لهم اليقين لان الخبر بعد تلك الاحتفافات صاريفيد اليقين بعد ماكان ظنيا من اصله اه فيض البارى ص ۴۲ ج ۱

بہر حال تمام احدیث کے بارہ میں ظنیت کا حکم لگانا غلط ہے۔

اگر یہ غلطی سبقت قلم یا سہوا کر چکا ہو اور بعد از علم وہ اس پر مصر نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں اور اگر قصدا کر چکا ہو اور حقیقت حال کی وضاحت کے بعد بھی وہ اس پر مصر ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کے لئے اس پر توبہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

واضح رہے کہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو منکر حدیث نہیں اور اگر وہ اصلاً حدیث کا منکر ہو اور تمام احادیث کا یعنی اس کی حجیت کا انکار کرتا ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ واللّٰہ اعلم

المفتی حمید اللّٰہ

خادم الحدیث والافتاء

جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲۔۴۔۱۴۲۰ھ

مہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ جواب بالکل صحیح ہے

احقر عبدالرحمٰن اشرفی

خادم جامعہ اشرفیہ لاہور

وامین بیت المال پنجاب

۲۸۔۷۔۱۹۹۹ء

جامعہ اشرفیہ کا

دوسرا فتویٰ

مولوی عبدالرحمٰن اشرفی دوسرے فتویٰ میں لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی رکن نظریاتی کونسل (آزاد کشمیر ۔ جلالی)

کا بیان ''مقام نبوت'' کتاب کے حوالہ سے مبنی براعتدال ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں

بیماری کی وجہ سے میں کتاب کا پوری طرح مطالعہ نہ کر سکا ۔

احقر عبدالرحمٰن اشرفی

۶-۷-۱۹۹۹ء

ایک گزارش

کتاب کا مصنف گستاخی رسول ﷺ کے جرم میں جیل میں ہے اور مفتی صاحب اس کی براءت کا فتوی جاری کر رہے ہیں اس پر ہر ذی عقل یہ سوچنے پر مجبور ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب نے اگر صدق دل سے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا ہوتا تو ساری کتاب دیکھ پرکھ کر فتویٰ جاری فرماتے ورنہ معذرت کر لیتے معلوم ہوتا ہے کہ عظمت مصطفےٰ ﷺ نام کی کوئی چیز ان کے دل میں قطعاً موجود نہیں ہے ورنہ متضاد فتویٰ بازی اور پوری کتاب دیکھے بغیر گستاخ کی براءت کے فتویٰ کی تائید نہ کی جاتی۔ (جلالیؔ)

ل مزید تسلی کے لئے ان فتاویٰ کی فوٹو کاپیاں آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد وہابی مولوی فضل ربی کے دو متضاد مکتوب

مکرو فریب کی دنیا میں تمام کے تمام خارجی ید طولیٰ رکھتے ہیں مگر اہلحدیث کے نام سے خود کو مشتہر کرنے والے کچھ زیادہ ہی آگے نکلے ہوئے ہیں۔ ہمارے اس دعوی کی بین دلیل ہمارے پیش نظر غیر مقلد وہابی بزعم خویش اہلحدیث مولوی فضل ربی کے گستاخ پروفیسر کے متعلق دو متضاد مکتوب ہیں ایک میں وہ فتوی کی مسند پر خوب آراستہ و پیراستہ نظر آرہے ہیں اور دوسرے مکتوب میں دست بر کف بستہ اپنی درماندگی اور بے بسی کا رونا رو رہے ہیں۔

جب کہ حق کے سچے پیرو کاروں کو ان حیلہ سازیوں سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

مولوی فضل ربی غیر مقلد وہابی کے دونوں مکتوب پیش خدمت ہیں۔ (جلالی)

پہلا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے پروفیسر زاہد حسین مرزا کی تصنیف کردہ کتاب بعنوان "مقام نبوت" اول سے لے کر آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کی۔ فاضل مصنف نے اختیار کردہ موضوع پر مستند اور مفید مطلب مواد جمع کر کے ان کو موثر ترتیب دی ہے اور اپنا ھدف حاصل کر لیا ہے تمام شواہد قرآن و سنت سے براہ راست پیش کئے ہیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔

پوری کتاب میں مجھے کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی۔ جو قرآن و سنت یا

فقہی معروف استنباطات یا تفسیر قرآن کی متداول تعبیرات یا سلف صالحین کے عقائد کے خلاف ہو۔ کتاب میں ایسی بھی کوئی بات میرے علم میں نہیں آتی۔ جو اسلامی بنیادی اصول یا کسی مستند قول یا روح اسلام کے خلاف ہو۔ میرے نزدیک اپنے موضوع پر یہ ایک نہایت مناسب تصنیف ہے۔ دینی علوم کے طلبہ کے لئے اس میں بہت مفید مواد موجود ہیں۔ اس سے استفادہ کرنا طالب علم کے وقت کا صحیح مصرف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

فضل ربی مہتمم اسلامک سنٹر
فیصل مسجد دعوۃ اکیڈمی انٹر نیشنل
اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

دوسرا مکتوب

محترمی و مکرمی پروفیسر محمد یوسف فاروقی / مختار الحق صدیقی صاحبان

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں ابھی تک ایسا کوئی شعبہ افتاء کا قائم نہیں ہوا ہے۔ جو لوگوں کے بھیجے ہوئے مختلف سوالات کے جوابات لکھے اور فتوی جاری کرے۔ نہ ہی یہاں کوئی مفتی کی پوسٹ ہے اور نہ ہی کسی پروفیسر کی ذمہ داری لگادی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے استفتاء بھیجنے پر

فتوی جاری کر لیا کریں۔

لہذا معذرت کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ہم فتوی لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اس مقصد کے لئے آپ ملک کے مشہور دینی مدارس سے رجوع کر سکتے ہیں جو بڑے بڑے شہروں میں عالمی شہرت یافتہ مدارس ہیں اور جہاں باقاعدہ فتوے کا شعبہ قائم ہوتا ہے اور مفتی صاحبان یہ فرائض انجام دیتے ہیں۔

فضل ربی مہتمم اسلامک سنٹر
فیصل مسجد دعوۃ اکیڈمی انٹر نیشنل
اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

گستاخ کے حامی علماء کی دو رُخی پر مشتمل فتاویٰ کی فوٹو کاپیاں

آزاد کشمیر میں دیوبندی مکتبہ فکر اور تبلیغی جماعت میں نمایاں حیثیت اور خاصی اہمیت کے حامل مولوی یوسف آف پلندری کے گستاخ کی حمایت میں فتویٰ کی فوٹو کاپی

[illegible]

Attested

M.A. (Eng.)
Assistant Prof.
Govt. Degree
NIRPUR

تبلیغی جماعت کے علمی مرکز جامعہ اشرفیہ اچھرہ لاہور کے مہتمم ذوالوجہین مولوی عبدالرحمٰن اشرفی کی مولوی یوسف آف پلندری کے فتویٰ کی توثیق اور گستاخ کی حمایت کی مکروہ کوشش کی فوٹو کاپی

الجامعۃ الاشرفیہ

ملتان روڈ، لاہور، پاکستان

[illegible]

حوالہ ......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی رکن نظریاتی کونسل [illegible]

کا بیان نہ صرف یہ کہ معتدل ہے بلکہ میں اس کی تائید کرتا ہوں

[illegible]

عبدالرحمٰن اشرفی

6-7-۹۹

گستاخ کی "حدیث شریف پر حملہ کے حوالہ سے ایک واضح اور صریح غلطی"
پر جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ جس میں اسے گنہگار ٹھہراتے ہوئے توبہ لازم قرار دی۔
اس فتویٰ پر بھی مولوی عبدالرحمٰن اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ کی تائید و توثیق اور
دوسرے چہرے کی فوٹو کاپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درج ذیل مسائل کے بارے میں علماء دین و مفتیان شرع متین
کیا فرماتے ہیں

مسئلہ نمبر ۱ ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ احادیث مبارکہ ساری کی ساری ظنی ہیں

مسئلہ نمبر ۲ ۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اصول فقہ کی کتب میں احناف کا یہ
مسلمہ اصول ہے

مذکورہ دونوں مسئلوں کے قائل کے بارے میں قرآن شریف
کی روشنی میں حکم سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) اس شخص کا یہ کہنا کہ احادیث مبارکہ ساری کی ساری ظنی ہے غلط ہے۔
احادیث متواترہ تو بالاجماع قطعی ہیں اور اخبار آحاد بھی جب محتف
بالقرائن ہو جاتی ہیں وہ بھی مفید للیقین بن جاتی ہیں ومثلہ اجابوا
عما کان یرد علی اہل قباء حیث استداروا الی الکعبۃ فی صلوٰتھم
بخبر الواحد مع أن قبلتھم کانت ثابتۃ بالقاطع فلم یکن التحول
عنھا جائزاً لھم إلا بالقاطع ولم یوجد غیر خبر الواحد وحاصل
الجواب أنہ کان عندھم خبر من قبل أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یحب أن یوجہ الی البیت وانہ یقلب وجھہ فی السماء طمعاً فی
الوحی وان ربہ سیسارع الی ما یرضاہ حتی اذا جاءھم ممن
وثقوا بہ واحتف خبرہ بالقرائن اذعنوا بہ وعلموا أنہ ما جاء ولاہ
وحصل لھم الیقین بعد تلک الاحتفافات صار یفید الیقین
لان الخبر

بعد ما کان ظنیا من اصلہ اھ فیض الباری ص ۱۲۶ بہرحال

تمام احادیث کے بارہ میں ظنیت کا حکم لگانا غلط ہے

(۲) اگر یہ غلطی سبقت قلم یا سہواً کرچکا ہو اور بعد از علم وہ اس پر مصر نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں اور اگر قصداً کرچکا ہو اور حقیقت حال کی وضاحت کے بعد بھی وہ اس پر مصر ہوں تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کیلئے اس پر توبہ کرنا نہایت ضروری ہے

واضح رہے کہ یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جو منکر حدیث نہیں اور اگر وہ اصلاً حدیث کا منکر ہو اور تمام احادیث کا یعنی اسکی حجیت کا انکار کرتا ہو تو وہ مسلمان نہیں ۔ واللہ اعلم

حمید اللہ عفی عنہ
خادم الحدیث والافتاء
جامعہ اشرفیہ لاہور
۱۱-۴-۱۴۲۰ھ

رئیس دارالافتاء
★ المفتی حمید اللہ جان ★
جامعہ اشرفیہ شارع فیروز پور لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب صحیح
[illegible]
28-7-99
7591869

غیر مقلد وہابی مولوی فضل ربی دعوت اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد کا گستاخ کی کتاب پر فتویٰ دینے سے معذرت نامہ جس میں وہ فتویٰ نویسی کی پوزیشن میں نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

Dawah Academy
International Islamic University, Islamabad, Pakistan

أكاديمية الدعوة
الجامعة الإسلامية العالمية، إسلام آباد، باكستان

Date

محترم و مکرم پروفیسر محمد یوسف فاروقی / مختار الحق صدیقی صاحبان

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں ابھی تک ایسا کوئی شعبہ افتاء قائم نہیں ہوا ہے جو لوگوں کے بھیجے ہوئے مختلف سوالات کے جوابات لکھے اور فتوہ جاری کرے۔ نہ ہی یہاں کوئی مفتی کی پوسٹ ہے اور نہ ہی کسی پروفیسر کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے استفتا لیکر فتوہ جاری کیا کریں لہٰذا معذرت کیساتھ لکھ رہا ہوں کہ ہم فتوہ لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اس مقصد کیلئے آپ ملک کے مشہور دینی مدارس سے رجوع کر سکتے ہیں جو بڑے بڑے شہروں میں عالمی شہرت یافتہ مدارس ہیں اور وہاں باقاعدہ فتوے کا شعبہ قائم ہوتا ہے اور مفتی صاحبان یہ فرائض انجام دیتے ہیں۔

فضل ربی

P.O. Box No. 1485, Islamabad, Pakistan. Telegram: ALJAMIA, TELEX: 54068 IIU PK
Phone: 051-858640-43, Fax: 92-51-261648, 250821, E-mail: dawah@iiu.sdnpk.undp.org

غیر مقلد وہابی مولوی فضل ربی دعوت اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد کا گستاخ کی حمایت وبراءت میں فتوی اور کلی تائید

Da'wah Academy
International Islamic University, Islamabad, Pakistan
دعوۃ اکیڈمی
الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد پاکستان

No. ______ بسم اللہ الرحمان الرحیم Date ______

میں نے پروفیسر زاہد حسین مدرار کی تصنیف کردہ کتاب بعنوان "مقام نبوت" اول سے لیکر آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کی۔ فاضل مصنف نے اختیار کردہ موضوع پر مستند اور مفید مطالب مواد جمع کرکے انکو مؤثر ترتیب دی ہے۔ اور اپنا ہدف حاصل کرلیا ہے تمام شواہد قرآن و سنت سے براہ راست پیش کئے ہیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔

پوری کتاب میں مجھے کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی۔ جو قرآن و سنت یا فقہی معروف استنباطات یا تفسیر قرآن کی متداول تعبیرات یا سلف صالحین کے عقائد کے خلاف ہو۔ کتاب میں ایسی بھی کوئی بات میرے علم میں نہیں آئی۔ جو اسلام کے بنیادی اصول یا کسی مستند قول یا روح اسلام کے خلاف ہو۔ میرے نزدیک اپنے موضوع پر یہ ایک نہایت مناسب تصنیف ہے۔ دینی علوم کے طلبہ کیلئے اس میں بہت مفید مواد موجود ہے۔ اس سے استفادہ کرنا طالب علم کے وقت کا صحیح مصرف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

فضل

FAZLI RABBI
Incharge
Islamic Centre,
Faisal Masjid,
Islamabad

P.O. Box No. 1485, Islamabad, Pakistan. Telegram: ALJAMIA, TELEX: 54068 IIU PK.
Phone 051-858640-43, Fax: 92-51-261648, 250821, E-mail: dawah@isb.compol.com

گستاخ کے ایک اور ہم عقیدہ وہابی مولوی محمد عیسیٰ آف جامعہ اسلامیہ (ایف ٹو میرپور اے کے) کا گستاخ کی حمایت و مخالفت پر مشتمل فتویٰ جس میں وہ گستاخ کے نظریہ قبیحہ کی حمایت بھی کرتے اور انداز بیان کو غلط بھی قرار دیتے ہیں اور حدیث شریف کے حوالہ سے گستاخ کی عبارات غلیظہ پر شدید انکار کرتے اور اسے جاہل اور علمی بے مائیگی کا منہ بولتا ثبوت کہلاتے ہیں (فتویٰ کے آخری حصہ کی فوٹو کاپی)

اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

ھو المصوب اہل اسلام پر ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ صحیحہ پر ایمان لائیں صحابہ کرام رض تابعین اور ائمہ مجتہدین اور مشاہیر امت کی تعبیر اور تشریح کے مطابق عمل پیرا ہوں اس سلسلے میں خود اپنے ذاتی خیالات اور گروہی تعصبات چھوڑ دیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رح کے ہاں ادلہ اربعہ یعنی کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجماع اور قیاس تمام عقائد، دینیات، اعمال اور احکام کے ماخذ اور مرجع کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ ان کی ترتیب وار اور درجہ بدرجہ استدلال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو مدنظر رکھتا ہوں۔ اگر اس میں مسئلہ نہ ملے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کام میں لاتا ہوں۔ اس کے بعد اجماع صحابہ رض سے اور اگر ان سے بھی مقصد حاصل نہ ہو تو پھر اجتہاد کرتا ہوں

رسالہ مقام نبوت میں توحید کے بنیادی مسائل علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل، اور بشریت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی محکم آیات اور صحیح احادیث سے صحیح استدلال کیا گیا ہے اور موضوع کے مناسب ہے لیکن تمام احادیث شریفہ پر اٹکل ہونے کا حکم لگانا اور اسے علمائے احناف کی مسلمہ اصول فقہ کے حوالہ سے بیان کرنا نہایت ہی غلط ہے۔ اور رسالہ ھذا میں بعض جگہ غیر رشتی اور بیہودہ تعبیرات سے شاعرانہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس رسالہ کے آخر میں زیارت کے باب میں ڈاکٹر مسعود شاہ جیسے نابلد کی تحقیق کا سہارا لینا مؤلف کی ناواقفیت اور علمی بے بضاعتی کا واضح ثبوت ہے۔

فقط:
والله تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم
محمد عیسیٰ عفی عنہ
خادم جامعہ اسلامیہ ایف ٹو میرپور
۳۰ ربیع الآخر ۱۴
۳۰ جولائی ۱۹۹۶ء

زندہ دلان میرپور کا بر حق اور بجا مطالبہ

نستعین برسول اللہ ﷺ علی شاتمہ

گستاخ رسول ﷺ کو پھانسی دو!

نوٹ :- اس دور میں جب کہ تحریک آزادی کشمیر اپنے انجام خیر تک پہنچنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ کسی قسم کی کوئی تحریک جس سے انتشار و اشتعال کا پہلو نکلتا ہو کسی طرح بھی مناسب نہیں لیکن ہم ایک نازک مسئلہ پر کچھ عرض کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس مسئلہ کے سامنے دنیا بھر کے سب مسائل کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

محکمہ تعلیم کے ایک اعلیٰ منصب پر فائز ایک شخص پروفیسر زاہد حسین مرزا عرصہ ۱۰ سال سے مسلسل مذہبی انتشار و اشتعال میں دن رات کوشاں ہے۔ سب سے پہلے **"اہل حرم کے سومنات"** نامی کتاب لکھی جس پر خوب ہنگامہ ہوا تو انتظامیہ نے اس کا تبادلہ کر دیا مگر مناسب سزا نہ ملنے پر یہ مزید دلیر ہو گیا اس کے بعد ایک اور جھوٹ کا پلندہ **"اٹھتے ہیں حجاب آخر"** شائع کرتے ہوئے بین الاقوامی مسلمہ جغرافیائی نقشوں میں بدترین خیانت کی نیز لوگوں کو خطوط لکھ کر برانگیختہ کرتا رہا۔

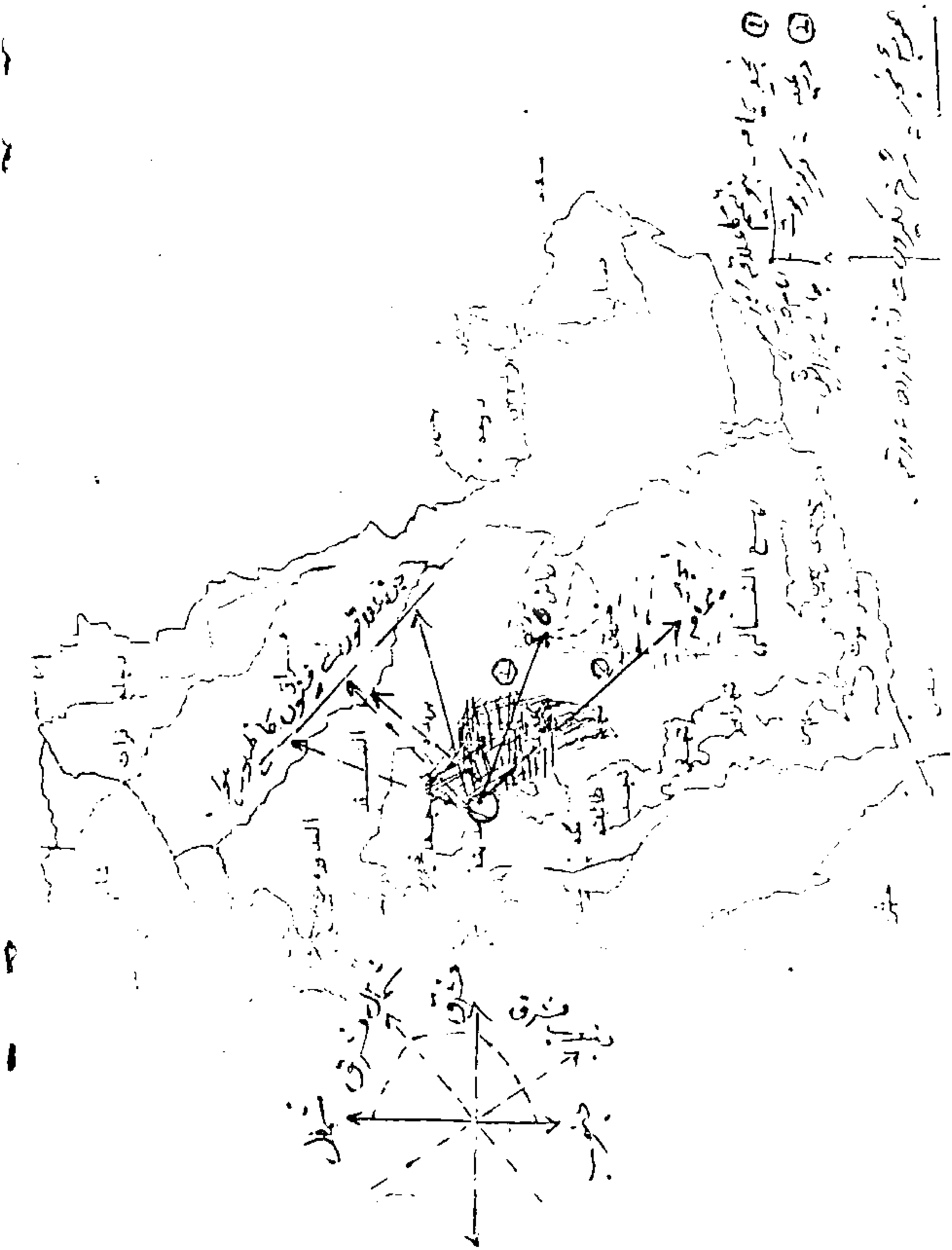
اپنے اس منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سرکاری اداروں کے تحت چھپنے والے رسالوں میں فرقہ وارانہ اور انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء عظام کی صریح توہین پر مشتمل مضامین شائع کرتا رہا۔ نیز فرقہ وارانہ فتویٰ بازی کا منصب بھی سنبھال لیا۔

جب انتظامیہ نے اس کی ان حرکات قبیحہ پر کوئی نوٹس نہ لیا تو اس نے مزید دلیری دکھاتے ہوئے **ربیع الاول** شریف کے مقدس موقع پر جب کہ تحریک آزادی کشمیر بھی بام عروج پر ہے اور ملکی سرحدوں کی نازک حالت کی پرواہ کئے بغیر انتہائی بے باکانہ انداز میں صحابہ کرام' انبیاء کرام بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و علیھم السلام کی ذوات مقدسہ' ان کے برحق فیصلوں اور ان کی مقدس زندگیوں پر حملہ کرتے ہوئے **"مقام نبوت"** نامی کتاب بھی

شائع کر دی جس پر علماء حق اور دیگر مسلمانوں نے شدید رد عمل کا اظہار کیا تو انتظامیہ نے موقع کی نزاکت کے پیش نظر اسے زیر حراست لے لیا۔ جبکہ قرآن و حدیث اور اجماع امت و ملکی قوانین اور ایمانی جذبات کے مطابق ایسا شخص **واجب القتل** ہے۔

لہذا ہم حکومت سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی ایمانی اور ملکی و ملی ذمہ داریوں اور سرحدی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے فی الفور **تختہ دار** پر لٹکا کر اپنے ایمان محکم کا ثبوت دے اور اسے بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے **باعث عبرت** بنا دے۔ ورنہ کسی قسم کا کوئی ہنگامہ ہوا یا مذہبی جذبات کے تحت کوئی **غازی علم الدین شہید** رحمتہ اللہ علیہ کا جانشین میدان عمل میں آ گیا تو صورت حال پر کنٹرول کرنا کسی کے بس کی بات نہیں رہے گی۔

منجانب :- غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرپور آزاد کشمیر



مرزا گستاخ کی علمی تاریخی بددیانتی اور روایتی خیانت پر مشتمل نجد کا من گھڑت نقشہ۔ گستاخ کے سارے حامی مل کر بھی اسے صحیح ثابت کر دیں تو پچاس ہزار روپیہ نقد انعام حاضر ہے۔ 50,000/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ الصمد جل جلالہ — نستعین برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیث)

توحید کی فرزندی، جہاد کی علم بلندی، کتاب و سنت کی کامل پیروی، شرک سے مکمل بیزاری کے دعویداروں اور ان امور کی دن رات دعوت دینے والوں سے بڑی ہی عاجزی سے دو لفظی وضاحت مطلوب ہے۔ کہ درج ذیل حدیث شریف میں کس منافق کی اس کی ذریت سمیت "نشاندھی" کی گئی ہے جسمیں یہ دونوں علامتیں موجود ہیں (۱) مسلمانوں کو مشرک کہنا (۲) اور (موقع ملنے پر) ان کو قتل بھی کرنا

مُنافقوں کی نِشاندھی

مُسلمانوں کو مشرک کہنا اور (موقع ملنے پر) ان کو قتل کرنا (الحدیث)

عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مما اتخوف علیکم رجل قرء القرآن حتی اذا رؤیت بھجتہ علیہ وکان ردا ءہ الاسلام اعتراہ الی ماشاء اللہ انسلخ منہ ونبذہ وراء ظھرہ وسعی علی جارہ بالسیف ورماہ بالشرک قال قلت یا نبی اللہ ایھما اولی بالشرک؟ المرمی او الرامی؟ قال بل الرامی ھذا اسناد جید و الصلت بن بھرام کان من ثقات الکوفیین ولم یرم بشیئ سوی الارجاء و قد وثقہ الامام احمد بن حنبل و یحیی بن معین وغیرھما۔ (تفسیر ابن کثیر صہ ۲۶۵ ج ۲، مطبوعہ مصر)

ترجمہ: صاحب سِترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بہکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے صاف نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دیگا۔ اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دے گا اور اسے شرک سے متہم و منسوب کر دے گا (یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی شرک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہے۔

یہ سند جید ہے اور صلت بن بھرام ثقہ کوفی لوگوں میں سے ہے اور ارجاء کے سوا اس پر کسی قسم کی تہمت نہیں امام احمد بن حنبل و یحیٰ بن معین اور دیگر حضرات نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

نوٹ ۱۔ بازار میں دستیاب تفسیر ابن کثیر کے اردو ترجمہ میں دشمن حدیث بد باطن مترجم نے اس ایٹم بم / مصطفوی شمشیر جید حدیث شریف کا ترجمہ کرنے میں بدترین خیانت کی ہے اللہ تعالیٰ ایسے حدیث کے دشمن کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

—— تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شرح حدیث نجد (زیر طبع)

۲۔ اکیڈمی ہذا کی طرف سے ۱۹۹۰ء سے یہ سوال کیا جا رہا ہے مگر کسی قسم کا جواب موصول نہیں ہوا اب ۴ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ ۱۲ جنوری ۲۰۰۰ء سے پھر سوال پیش خدمت ہے۔

۳۔ اس سوال نامہ کی بکثرت اشاعت کے لیے اہل ذوق کو شرکت کی دعوت ہے۔

منجانب جواب کے لیے پتہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکیڈمی نزد سول ہسپتال مانگا منڈی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجوید و قراءت کے شائق طلباء کے لئے

عظیم خوشخبری

قرآن عزیز کو خوب سے خوب تر انداز میں پڑھنا اور سننا ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کا منشاء بھی یہی ہے۔

اس حقیقت کے پیش نظر ۱۱ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ ۱۹ فروری ۲۰۰۰ء سے جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف میں،

شعبہء تجوید و قراءت

کا آغاز کیا گیا ہے

تجوید و قراءت کے شائقین طلباء کے لئے استفادہ کرنے کا سنہری موقع ہے۔

منجانب۔ سید محمد محفوظ مشہدی مہتمم جامعہ بھکھی شریف

علوم نبویہ کی عظیم معیاری درس گاہ

جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ

بھکھی شریف

قائم شدہ ۱۹۴۱ء

یادگار

جلال الملت والدین حافظ الحدیث

حضرت علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

نقشبندی قادری

آپ ہی کے تفویض کردہ جذبہ سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے

☆ خوشگوار علمی اور روحانی ماحول ☆ محنتی اور باعمل فن تدریس میں مسلم اساتذہ

☆ قدیم علوم (درس نظامی مکمل) مع جدید علوم ☆ تجوید و قراءت ☆ جدید سہولتیں

حقیقی تشنگان علوم رابطہ کریں

منجانب۔ سید محمد محفوظ مشہدی مہتمم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ

بھکھی شریف (منڈی بہاء الدین)